رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۷) | بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر (۵)

قیمت سالانہ للعہ

یہ کار ثواب ہے کہ آپ ان رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمد بہت حد تک مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ایک تہائی اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

درخواستہائے خریداری بنام خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ترجمۃ القرآن اُردو

انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت پر کثرت سے احباب نے اصحاب کی خواہش کی کہ اردو ترجمہ و تفسیر بھی اِس نہج پر شائع کی۔ چنانچہ حضرت امیر مولیٰنا مولوی محمد علی صاحب ایم اے احباب کے اصرار سے اس کام کو شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک ایک بڑے حصہ کی تکمیل کر چکے ہیں۔ پہلے ارادہ تھا کہ انگریزی کی طرح اردو ترجمۃ القرآن بھی ایک ہی جلد میں شائع ہو۔ مگر شائقین نے اصرار کیا۔ کہ اسکی اشاعت ایک ایک پارہ کرکے ہوتی رہے۔ اور اس میں یہ بھی فائدہ نظر آیا کہ شائقین کے لئے بھی یہ سہولت رہیگی کہ وہ ساتھ کے ساتھ پڑھتے رہینگے۔ اور اقساط میں نکلنے کی وجہ سے ادائیگی قیمت میں بھی کم استطاعت اصحاب کو آسانی ہوگی +

پہلے خیال تھا کہ جنوری میں پہلا پارہ شائع ہوسکیگا۔ مگر کتابت کی مشکلات اور بعض دوسری دقتوں سے پہلا پارہ شائع نہ ہوسکا۔ اب چونکہ یہ پارہ مطبع میں جاچکا ہے اسلئے انشاء اللہ ماہ مئی میں شائع ہوجائیگا۔ اور آئندہ ہر ماہ ایک پارہ باترتیب نکلتا رہیگا +

کُل تفسیر کا اندازہ $\frac{۲۹ \times ۲۲}{۸}$ سائز کے ۲۰۰۰ سے ۲۵۰۰ صفحات کے درمیان ہے اور ہر ایک پارہ کی قیمت اسکے حجم کے لحاظ سے قریباً ایکسو صفحہ فی روپیہ کی شرح سے ہوگی محصول ڈاک اور خرچ وی پی اس کے علاوہ بذمہ خریدار ہوگا۔ جن اصحاب نے اپنے نام درج رجسٹر کرالئے ہیں۔ ان کو ہر ایک پارہ طیارہ ہونے پر بذریعہ وی پی بھیجدیا جایا کریگا۔ جو اصحاب یکمشت پیشگی قیمت ادا کردیں ان کی سہولت کیلئے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جو صاحب عـلـہ روپیہ پیشگی دیں ان کا نام باقاعدہ خریداروں میں درج ہوکر اصل قیمت پر ہر ایک پارہ جیسا شائع ہوگا پہنچایا جائیگا خرچ ڈاک بذمہ انجمن ہوگا۔ اور جب یہ رقم ختم ہوجائیگی تو اسقدر مزید رقم وصول ہونے پر ایک پارہ انہیں پہنچایا جائیگا علیٰ ہذا القیاس۔ اور جو صاحب عـہ روپیہ پیشگی دیں ان کو تمام تفسیر خواہ اس کے صفحات دوہزار صفحات سے زاید ہوں اس قیمت پر دیجائیگی اور محصولڈاک بذمہ انجمن ہوگا۔ اگر تفسیر کے صفحات دوہزار سے کم ہوں تو اسکی قیمت بحساب ایک روپیہ فی سو صفحہ انکو واپس دیجائیگی شائقین کو چاہئے کہ درخواستیں درج رجسٹر کرانے میں توقف نہ کریں۔ قرآن کریم نہایت اعلےٰ درجہ کا خوشخط اعلےٰ درجہ کے سفید ولایتی کاغذ پر لفظی مگر بامحاورہ ترجمہ بین السطور نیچے۔ لغت کی پوری تشریح اور ضروری مقامات کی تفسیر مع حوالجات جن کا اندازہ وہ لوگ آسانی سے کرسکتے ہیں جنہوں نے نکات القرآن کو پڑھا ہے۔ مگر نکات القرآن اور انگریزی ترجمۃ القرآن دونوں سے زیادہ بسط و شرح اس تفسیر میں ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ ضروریات۔ حالات زمانہ اور مخالفین کی نکتہ چینیوں کو مدنظر رکھا گیا ہے غرض یہ تفسیر بہمہ صفت موصوف اور مسلمانوں کی ضرورت حقہ کو جو ایک عرصہ سے محسوس ہورہی تھی پورا کرنیوالی ہوگی

پہلا پارہ ۱۲۸ صفحات پر ختم ہؤا ہے۔ اسکی قیمت عـہ ہوگی +

تمام درخواستیں بنام مہتمم دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

Mr. W. Rashid Daymond.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۷) بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۱ء نمبر (۵)

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	شذرات	ایڈیٹر	۲۹۴
۲	چھ اور معزز انگریزوں کا قبول اسلام	"	۲۹۴
۳	راز حیات یعنی حقیقت توحید	"	۲۹۵
۴	مسئلہ اسلام	"	۲۹۷
۵	پیرس میں مسجد	"	۲۹۹
۶	ہندوستان میں اسلام	جناب مولوی مصطفیٰ خانصاحب بی اے	۳۰۱
۷	المغرب میں اسلام	جناب مسٹر چارلس رو شر (نومسلم)	۳۰۷
۸	ملت حضرت ابراہیم	" علامہ محمد مارمیڈیوک پکتھال (نومسلم)	۳۲۲
۹	زمانہ کی رفتار اور تعلیمات اسلام	ماہیت (از رنگون)	۳۳۴

شذرات

اِس ماہ کے رسالہ کو جناب مسٹر ڈبلیو رشید ڈے مانڈ کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے

حضرت خواجہ صاحب سنگاپور سے روانہ ہوگئے ہیں۔ امید ہے کہ ماہ رمضان کے شروع میں انشاءاللہ تعالی لاہور پہنچ جائینگے۔ حضرت خواجہ صاحب کی صحت سابقہ سے بفضل ایزدی بہت اچھی ہے انشاء اللہ العزیز آپ کچھ عرصہ تک عازم ووکنگ ہونگے +

بلاد غربیہ میں تبلیغ اِسلام

چھ اور معزز انگریزوں کا قبول اسلام

اپریل ۱۹۲۱ء کے پہلے ہفتہ کی ولایتی ڈاک خدا کے فضل سے بہت بڑی خوشخبری لائی ہے۔ چھ معزز طبقہ کے انگریزوں نے اسلام قبول کیا۔ مفصل رپورٹ انشاءاللہ آیندہ ماہ کے رسالہ میں شائع ہوجاویگی۔ ان میں سے ایک اعلی درجہ کے لکچرار ہیں۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے وقت ترکی وفد کی ووکنگ میں آمد پر ایک نہایت موثر تقریر کی۔ بکر سمیع بے صاحب امیر ترکی وفد نے بھی فارسی زبان میں ایک تقریر کی جس کا ترجمہ انگریزی میں سُنایا گیا۔ دوسرے ترکی وفد نے بھی جناب مولوی مصطفی خان صاحب موجودہ امام مسجد ووکنگ کو چاء پر بُلایا تھا۔ ان سے بھی اشاعت اسلام کی ضرورت پر بات چیت ہوتی رہی۔ دو قرآن شریف دونوں وفود کو پیشکش کیے گئے۔ جن کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ موجودہ سلطان ٹرکی کے داماد جو اپنے والد وزیراعظم کے ساتھ آئے ہوئے تھے انکو

اشاعت اسلام سے بہت دلچسپی ہے۔ اور جرمنی میں فوجی تربیت حاصل کرتے وقت انہوں نے ایک گھرانے کو مسلمان بھی کیا تھا۔ ان چھ معززوں میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ایک سالم خاندان ہے۔ ایک شخص نے افریقہ سے معہ تصویر کے قبول اسلام کا اعلان بھیجا ہے۔ ایک قابل پروفیسر صاحب زیر تبلیغ ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا سینہ اسلام کے لئے کھول دے +

جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب و منشی دوست محمد خان صاحب و دیگر عملہ ووکنگ بفضل ایزدی نہایت گرمجوشی سے خدمات مشن سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار رہو۔ آمین ثم آمین +

رازِ حیات حقیقتِ توحید

ضرورت مصائب حاضرہ نے حضرت خواجہ صاحب کے قلم سے مندرجہ بالا عنوان کی دو کتابیں لکھوائی ہیں۔ جو ابھی زیر کتابت ہیں۔ یہ ہر دو کتب ایک پُر درد دل کی صدائیں ہیں۔ اور اس زمانہ میں متلاشیانِ ہدایت کو صراط مستقیم کی طرف بلا رہی ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں کس کس قسم کے جذبات نے الفاظ کی شکل اختیار کی ہے۔ اور کن کن مضامین پر مصنف نے جو ہر افکار کو کاغذ پر جما دیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل سطور سے نظر آتا ہے۔ جو ہر دو کتاب کے شروع میں بطورِ خلاصہ کتاب مصنف نے دیا ہے۔ ایک میں وہ روح توحید کو مخاطب کرتا ہے دوسری میں قوتِ عمل کو۔

رازِ حیات یا انجیل عمل کی ابتدائی عبارات یہ ہیں:-

لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت

جو کماتے ہو خود ہی کماتے ہو جو گنواتے ہو خود ہی گنواتے ہو +

میرا نفع و نقصان میرے ہی اعمال کے نتائج ہیں ۔ میں اپنا رنج و راحت خود ہی پیدا کرتا ہوں ۔ میری ترقی میرا تنزّل میرے ہی ہاتھ کے کھیل ہیں ۔ میری عزت میری ذلت میرا اقبال میرا ادبار میری ثروت میری مسکنت میری شوکت میری نکبت سب میرے ہی افعال کے نتائج ہیں ۔ میں ہی اپنی کشتی کا ناخدا ہوں ۔ اپنی عمارت زندگی کا میں خود ہی انجنیر ہوں ۔ قوائے فطریہ میری خدمت کیلئے پیدا ہوئے ۔ مظاہر قدرت میرے ہی غلام ہیں ۔ لیکن میری اپنی ہی استعداد اور میری اپنی ہی تباہی ان سب کو میری نافع یا ہالک ۔ میری معاون یا مخالف بنا دیتی ہیں ۔ جس طرف میں قدم اٹھاتا ہوں خواہ وہ بلندی کی طرف ہو یا پستی کیطرف ۔ یہ سب کی سب خدا کی بنائی ہوئی چیزیں میری اپنی ہی رفتار کے مطابق میرے ساتھ ہو جاتی ہیں میرے اردگرد میرے نیچے اوپر کوئی بھی ایسی چیز نہیں جسمیں میرا فائدہ میری خیر میری برکت مضمر ہو لیکن اس خیر و برکت کا ظہور میرے ہاتھوں کو دیکھ رہا ہے ۔ جن کی غلط حرکت ان خدام و معاونین کو میری ہلاکت و تباہی کا باعث بنا دیتے ہیں خدا کا پانی میرے ہی عمل و حرکت کے ماتحت ابر رحمت یا سحاب زحمت ہو جاتا ہے ۔ آگ میرے لئے ثلج جنت اور پانی میرے ہی اشارے پر میرے لئے نارِ دوزخ بن جاتا ہے ۔ الغرض اس دُنیا میں آئندہ بھی میری زندگی کے دونوں پہلو روشن یا تاریک میرے ہی افعال کے آثار و اظلال ہیں +

(۲) حقیقت توحید میں روح توحید کو مصنّف اس طرح خطاب کرتا ہے :-

لا الٰہ الا اللّٰہ

آ ! رُوح توحید پھر آ ! اور اس قوم کو دوبارہ زندہ کر ۔ جو آج تجھ سے نا آشنا ہے ۔ مگر پھر دُنیا میں آج وہی ایک ہے جو تیری کشتی کی نام نہاد ناخدا ہے ۔ تو ہی مذہب کی رُوح اور تو ہی تمدن و تہذیب کی جان ہے ۔ تیری ہی پرستش میں اخلاق فاضلہ کی آبیاری اور تیرے ہی چھوڑنے سے ہر ظلمت و جہالت کی گرم بازاری ہے ۔ تو ہی علوم جدیدہ کی محرک اور تو ہی حکمت و فضیلت کی مولد ہے ۔ تیری ہی حقیقت

پر قائم ہونے سے انسان انسان ہے۔ تجھ سے نا آشنا ہونے سے وہ دوسروں کی برابری کیلئے کالانعام بلکہ از خود حیوان ہے۔ تو ہی جان جمہوریت اور تجھ سے ہی حقوق انسان کی حفاظت ہے۔ تجھ سے ہی حریت کا سر اونچا اور تجھ سے ہی استبداد کا سر نیچا ہوسکتا ہے۔ تو نے ہی انسان کو کل مخلوقات پر حکمران بنایا۔ تو نے ہی اُسے ملکوت السمٰوات والارض کا مسجود ٹھیرایا۔ علم وحکمت تیرے ہی رہین منت دنیوی دولت وثروت۔ حکومت۔ شوکت الغرض سب کچھ تیری ہی خیر وبرکت ہے۔ تیرے آنے سے ہی ہم نے سب کچھ پایا۔ اور تیرے جانے سے ہی ہر خوبی کو گنوایا +

مسئلہ اسلام

افریقہ میں اسلام کی سُرعتِ اشاعت عیسائی منادوں کیلئے مسئلہ غور وخوض ہوگئی ہے۔ جو کہ اس ترقی کرتے جانے والے مذہب کی ناخوشگوار اشاعت پر اس کے روک تھام کی تجاویز پر غور وفکر کر رہے ہیں۔ اور جن کے نقطۂ نگاہ میں یہ تحریک جناب مسیح کے مشن کے سراسر خلاف ہے۔ مسٹر گاہیرڈنر جن کی اسلام کے خلاف تبلیغی جد وجہد نے ان سے کتاب "ریبوک آف اسلام" لکھوائی ہے حال ہی میں انہوں نے ایک اور چھوٹی سی کتاب لیسپر وچ آف اسلام شائع کی ہے جسمیں انہوں نے اس مہیب کام کی حقیقت کو منکشف کیا ہے۔ جس کا عیسائی مبلغین نے مقابلہ کرنا ہے۔ اور وہ اہم کام صرف یہی نہیں ہے کہ ان ممالک کو جو پہلے عیسائی تھے۔ ان میں مسلمانوں کو عیسائی بنایا جائے بلکہ سب سے بڑا کام اسلام کی سرعت اشاعت کی روک تھام کرنے کا ہے۔ تمام کی تمام کتاب میں مصنف نے درد دل سے شور وپکار کی ہے کہ اصل باشندوں میں اسلام کی اشاعت سے عیسائیت معرض خطر میں ہے۔ کیونکہ اسلام معقولیت کے ساتھ فطرت انسانی کو اپیل کرتا ہے۔ اس امر کو مشرح کرنے کے لئے میں اس کتاب سے ذیل کا اقتباس دیتا ہوں

"اس وقت مسئلہ نہ صرف تبلیغ عیسائیت کا ہے یعنی لوگوں کو عیسائیت کے گلہ میں شامل کیا جائے۔ بلکہ مرتدین کو واپس گلہ میں شامل کرنے کا ہے۔ افریقہ میں اور بہت حد تک روسی ایشیا میں اسلام کی روک تھام کا سوال در پیش ہے۔ مغربی افریقہ مین وبل کا واقعہ اسلام کی اس سرگرم و سرفروشانہ تبلیغی جدو جہد کا بین طور پر پتہ دیتا ہے۔ جو وہ نے دین و کافر اقوام کو اسلام میں لانے کے لئے مغربی افریقہ میں کر رہے ہیں۔" تمام کا تمام شمال اور مشرق اور رہم میں سی مغرب کا ایک کثیر حصہ اسلام کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے۔ جنوب میں مشرک و کافر آباد ہیں۔ جو اسلام کے سخت دشمن اور اسے سخت نفرت سے دیکھتے ہیں۔ جنوب سے اور نیچے گرنیپ اعظم اور یوروبا کے لوگوں میں بھی اسلام بڑی سرعت سے ترقی کر رہا ہے۔ اور اس اسلامی تبلیغی جدو جہد کے روح رواں بہت حد تک تاجر ہیں"۔

"درحقیقت اس تبلیغی جدو جہد کے لئے سب سے اہم چیز ایک دیسی ایجنسی کی ضرورت ہے۔ گورنمنٹ نے ہندوستان سے مسلمان کلرک۔ اہل حرفت اور لوہار منگوائے ہیں۔ ہمیں ان ممالک میں ہندوستان اور مصر سے عیسائی منگوانے چاہئیں۔ اس ملک میں مصری عیسائی شدہ مسلمان زیادہ موزوں ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ اس جگہ انکساری اور سادگی سے زندگی بسر کر سکتا ہے تو وہ ایک طوفان بپا کر دیگا۔ اس جگہ پر وہ کافر جو اسلام لائے انہوں نے دوسروں سے زیادہ لوگوں کو اسلام میں شامل کیا"۔

بہرحال ہمیں اپنے عیسائی دوستوں کی تحسین و توصیف کرنی چاہئیے کہ انہوں نے اشاعت عیسائیت کیلئے ایک جدید تجویز ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ازراہ دوستی ہم یہ امر بھی منکشف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اسلام کی کامیابی کا راز اس کے فطرتی مذہب ہونے میں مضمر ہے۔ عیسائیت کے لئے کامرانی اور کامگاری حاصل کرنے کیلئے یا تو فطرت انسانی کی توڑ مروڑ کی جائے۔ کہ وہ عیسائیت کے عجب اور غیر آہنی دھکو تسلوں کے لئے موزوں ہو جائے یا خود عیسائیت کی کانٹ تراش اور ترمیم کی جانی چاہئیے۔ تاکہ وہ اسلام کے

فطرتی مذہب میں تبدیل ہو جائے +

یورپ اسلام کا منت کش ہے

یہ امر مسلمہ طور پر مانا گیا ہے۔ کہ یورپ کی موجودہ تہذیب و تمدن و معاشرت بہت حد تک اسلام کی مرہون منت ہے۔ تاریخ کا کوئی بھی طالب علم اس امر حقہ سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام اس روشنی۔ علم و تہذیب کا علمبردار رہا ہے جس پر موجودہ یورپ آج اس قدر نازاں ہے لیکن پھر بھی یوروپین اقوام ان ایام میں مسلم سلطنتوں کو کمزور کرنے اور تعلیمات اسلام کو غلط پیش کرنے کے درپے ہیں۔ ان تحریکات کے بھنور میں جو اسلام کے خلاف آئے دن اٹھتی رہتی ہیں بعض اوقات اسلام کی حمایت میں بھی کوئی تن تنہا آواز اٹھتی ہے جو ندوان اسلام کے بلند شور و شغب میں گھٹ کر دب جاتی ہے (باقی آیندہ)

پیرس میں مسجد

۵ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کے اخبار دی ٹائمز میں ذیل کا مضمون ہماری نظر سے گزرا ہے جو ناظرین رسالہ کے پیش کیا جاتا ہے اخبار مذکور لکھتا ہے کہ

پیرس میں مسجد کی تعمیر کی تجاویز بڑے زور شور کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ یہ عبادتگاہ اسی دارالخلافہ میں ان کثیر التعداد مسلمانوں کا روحانی مقام ہوگا جنہوں نے فرانس کے ساتھ نمکحلالی کا ثبوت دیا +

وہاں کی پارلیمنٹ نے کچھ عرصہ گزرا کہ قریباً آٹھ ہزار پونڈ اس غرض کیلئے منظور کیا تھا۔ اور امید کیجاتی ہے کہ شہر پیرس میں مسلمانوں کی مسجد کا سفید اور نیپولین کے مقبرہ کا سنہری گنبد دونوں ایک دوسرے کے برابر دیگر مکانات سے بلند دکھائی دینگے۔ اس سے نیپولین کی روح کو خوشی حاصل ہوگی۔ کیونکہ وہی پہلا فرانسیسی اس زمانہ میں تھا جس کے دل میں مسلمانوں اور فرانسیسیوں کے اتحاد کا خیال پیدا ہوا +

تعمیر کا کام مسلمان انجنیروں کے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ اور الجیریا مراکو اور ٹیونس کے مسلمانوں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک اپنے ملک میں سے دو ہزار پانصد پونڈ بطور چندہ جمع کر کے مسجد کے مصارف کیلئے بھیجیں۔ الجیریا نے پہلے سے امام کا تقرر کر کے اپنی دلچسپی کا ثبوت دیا ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک عمارت تیار کیجائیگی جسمیں لکچر دینے کیلئے کمرے اور کتب خانے بھی ہوں گے۔ تاکہ اس علاقہ کے نوجوان مسلمان قرآن شریف اور اسلامی کتب کا مطالعہ کر سکیں نیز وہاں ایک بڑے کمرے میں مشرقی صنعت و حرفت کی نمائش کا انتظام بھی کیا جائیگا

اسلامک ریویو: ایسی لشمندانہ تجویز پر ہم حکومت فرانس کو نہ دل سے مبارکباد کہتے ہیں کیونکہ اس سے فرانسیسی اور مسلمانوں کے تعلقات بہت مضبوط ہو جائیں گے مسلمان دنیا میں مذہب سے بڑھ کر کسی بھی چیز کو عزیز نہیں رکھتے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اسبارے میں ان کیلئے کیا جائے وہ انکے دلونکو مسخر کرنیکا موجب ہوگا۔ فرانس میں مسجد کا تعمیر کرنا گویا ان مسلمانوں کی یاد کو نہایت مناسب طور پر زندہ رکھنا ہے، جنہوں نے فرانس کی عزت اور قیام کیلئے لڑ کر اپنی جانیں دیں +

انگلستان کو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی طاقت خیال کیا جاتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ مسلمان اسی کے زیر نگین ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم میں ہندوستانی مسلمانوں کی خدمات کا سب نے اعتراف کیا ہے اور گورنمنٹ ہند نے بھی ان کے ایثار کا جو بعض وقت انہیں اپنے مذہبی حساسات کو دبا کر کرنا پڑتا تھا۔ سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انگلستان بھی اپنی اس بڑی اتحادی طاقت کے نقش قدم پر چلکر ان لوگوں کی یادگار میں جو تاج برطانیہ کی عزت قائم کرنے کیلئے جنگ مذکور میں قتل کئے گئے ہیں۔ اپنے دار الخلافہ میں ایک مسجد تعمیر کرے کا لیسنڈن میں تعمیر مسجد کی تجویز سرکاری حلقوں میں تو رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے صاحب نے کچھ عرصہ سے پیش کر رکھی ہے لیکن افسوس ہے کہ تاہنوز اسبارے میں کچھ کارروائی نہیں کی گئی۔ فرانس نے مثال تو قائم کر دی ہے انگلستان سے اب اُمید کیجاتی ہے کہ وہ اسکی پیروی کریگا کیونکہ اس صورت میں اسے ان دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑیگا۔ جو کسی کام کے آغاز میں پیش آتی ہیں گو انگلستان کو پہل کر کے ان دقتوں سے ڈرنا نہ چاہیئے تھا +

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

از قلم جناب مولوی مصطفٰی خان صاحب بی اے مسلم مشنری ووکنگ (انگلستان)

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ط واولئک ھم المفلحون

ترجمہ۔ اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے۔ جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں۔ اور اچھے کام (کرنے) کو کہیں۔ اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ اور (آخرت میں) ایسے ہی لوگ اپنی مُراد کو پُہنچیں گے +

اسلام ایک تبلیغی مذہب قرار دیا گیا ہے۔ اور اسکی نسبت یہ خیال صرف مُسلمانوں ہی کا نہیں۔ بلکہ تمام دیگر مذاہب بھی اسے ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ پروفیسر میکس مولر نے دسمبر ۱۸۷۳ء کو ویسٹ منسٹر ایبے میں تقریر کی ہے۔ دُنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کو دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک مشنری (تبلیغی) دوسرے غیر مشنری اور ممکن ہے۔ کہ اس تقسیم کے وقت اس کے دماغ میں قرآن شریف کی مذکورہ بالا آیت بھی ہو بہرحال اس تقسیم کی رُو سے غیر مشنری مذاہب میں تو یہودیت۔ برہمنی مذہب اور زرتشتی مذہب آتے ہیں۔ اور قسم اوّل (تبلیغی مذاہب) میں اسلام۔ بُدھ مذہب اور عیسائیت۔ بُدھ مذہب کے بارے میں صحیح طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے بانی یعنے بُدھ نے اپنے پیرووں سے کبھی یہ بھی کہا ہو۔ کہ اسکی تعلیم کو دُنیا میں پھیلایا جائے۔ لیکن مسیحی مذہب کی نسبت تو ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ جناب مسیح نے اپنے شاگردوں سے کبھی بھی یہ نہیں کہا۔ کہ اسکی تعلیم کو سوائے اسرائیلیوں کے کسی غیر قوم تک پہنچاؤ۔ کیونکہ اسرائیلیوں ہی کے لئے یہ تعلیم بھیجی گئی تھی۔ جیسا کہ متی باب ۱۵ آیات ۲۴ و ۲۶

سے صاف پایا جاتا ہے۔ یہ آیات جو ذیل میں درج کیجاتی ہیں جناب مسیح نے ایک کنعانی عورت کے طلب اعانت کے موقعہ پر بولی تھیں:۔

میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔

اور پھر اس نے کہا:۔

مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیویں (متی آیت ۲۴ و ۲۶)

ان آیات سے عیاں ہے کہ یسوع مسیح اسرائیلی گم شدہ بھیڑوں ہی کیلئے تشریف لائے تھے۔ اور آپ کی روحانی غذا انہیں کے لئے وقف کی گئی تھی۔ اور عہد نامہ جدید کی انہیں آیات کی بنا پر اس کے حواریوں کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا۔ کہ آیا ان کی انجیل کو تمام انسانوں تک پہنچایا جائے۔ ہماری رائے میں وہ لوگ جو کہ عہد نامہ جدید کے احکام پر کاربند ہونا چاہتے تھے صحیح طور پر استدلال کرتے کہ ان کے استاد کی تعلیم اسرائیلیوں ہی کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے ہے۔ اور انہیں حق نہیں۔ کہ وہ اس حلقہ سے باہر قدم رکھیں لیکن پولوس کے دماغ نے جناب مسیح کی تعلیم کو چھوڑ کر نئے قسم کے مسائل گھڑ لئے۔ اسلئے اب اسی کے نقش قدم پر چلکر اصلی تعلیم سے پھر کسی اور طرف نکلجانا کوئی مشکل امر نہیں رہا۔ کلیسیا نے اس وقت ممالک غیر میں ایک کثیر التعداد مشنری صداقت کی تعلیم پھیلانے کے لئے بھیجی ہے۔ اور وہ بالکل نہیں سمجھتے کہ ان کا یہ عمل جناب مسیح کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ انہیں تو جناب مسیح کے یہ الفاظ ہی (بچوں کی روٹی کتوں کو ڈالنا) ملزم گردانتے ہیں ہم نے چند روز ہوئے ایک مختصر سا رسالہ بنام کال آف دی ورلڈ (صدائے دنیا) پڑھا ہے جسمیں مصنف نے بہت کوشش کی ہے کہ مشنری (تبلیغی) کام اور اسکی اہمیت کی طرف عیسائیوں کی توجہ کھینچی جاسکے۔ اور اس اپنے جوش و سرگرمی کو اس نے الفاظ ذیل میں نکالا ہے:

ہمیں عذر لنگ اب چھوڑ دینے چاہئیں چین میں ایک عورت کا حال مجھے معلوم ہے اسمیں اتنا بھی ایثار نہیں کہ وہ اپنے لڑکے کو مشنری کام کیلئے وقف کر دے لیکن اگر وہی لڑکا سول سروس کا امتحان پاس کرلے تو وہ اپنے تمام تعلقداروں سے مبارکباد کی امید رکھیگی۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا مشنریوں کی تنخواہ ان کے بال بچوں کی پرورش ہی کیلئے ہے۔ اگر یہی صورت ہے۔ تو پھر انجیل کی اس آیت کو لغو اور فضول سمجھ کر کاٹ دینا چاہئیے جسمیں لکھا ہے کہ تمہیں اپنے کھانے پینے اور پہننے کا فکر نہ چاہئیے۔ تمہیں سب سے پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی سچائی کو تلاش کرنا چاہئیے۔ اس سے سب کچھ مل جائیگا۔

لیکن اگر اسی عورت کو جس کی طرف مصنف مذکور کا اشارہ ہے انجیل کا ذرہ بھر بھی علم ہو تو وہ اُسے ترکی بہ ترکی جواب دے سکتی ہے۔ یہ کہہ کر کہ کیا یسوع مسیح نے حکم دیا ہے۔ کہ میں اس کی تعلیم چین میں پھیلانے کے لئے اپنے لڑکے کو وقف کر دوں۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر انجیل کے صفحات کو ذیل کی آیات سے جو لغو اور فضول ٹھیرتی ہیں پاک کر دو:-

۱- میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا۔

۲- مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیویں۔

لیکن تعجب ہے کہ کلیسیا کس طرح تمام روئے زمین پر اپنے مبلغ بھیجنے کا انتظام کرتی ہے۔ جبکہ ان کے عمل کے برخلاف انجیل مقدس کی صاف تعلیم موجود ہے۔ لہٰذا ہر ایک پادری صاحب کا جو باہر جاتا ہے یہ فرض ہونا چاہئیے کہ وہ تحقیق کرے۔ کہ آیا یسوع مسیح نے اپنے پیرووں کے لئے حکم دیا ہے کہ وہ باہر جا کر غیر اسرائیلیوں تک انجیل پہنچائیں۔ انجیل میں تو اس سوال کا جواب نفی ہی میں ملتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کلیسیا بڑے شدومد سے کوشاں ہے کہ سادہ مزاج عیسائیوں کو جو خود اس بارے میں سوچ بچار سے کام نہیں لیتے ذہن نشین کرا دے۔ کہ اس نام نہاد عیسائیت کی تعلیم کو دنیا میں

پھیلانے ہی سے وہ یسوع مسیح کی قائمقامی کا کام کر سکتے ہیں +

مگر اسلام کا طریق عمل بالکل مختلف ہے - یہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور جہاں کہیں بھی انسان پایا جاسکتا ہے وہاں تک اسکی تعلیم جاسکتی ہے ہمارے رسُول پاک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام دُنیا کے لئے مبعوث ہوئے - اور ان کی تعلیم صداقت تمام جہان کے لئے قرار دیگئی ہے - حضور صلعم کے تبلیغی کام کا ذکر بار بار قرآن مجید میں آیا ہے - میں یہاں چند ایک آیات پیش کرنا چاہتا ہوں جنمیں اس کام کا صاف ذکر ہے +

۱ - تبٰرك الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیراہ ترجمہ (خدا کی ذات بڑی) بابرکت (ذات) ہے - جس نے اپنے بندے (محمد) پر قرآن اُتارا - تاکہ تمام جہان کے (لوگوں کے) لئے (عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہو (سورہ الفرقان آیت ۱)

۲ - ان ھُوَ الا ذکرٌ للعٰلمین (ترجمہ) یہ (قرآن جو میں تم کو سناتا ہوں) دنیا جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے (سورہ ۳۸ - آیت ۸۷) +

۳ - وما ارسلنٰك الا رحمۃ للعٰلمین (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) ہمنے تو تم کو دنیا جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت (بناکر) بھیجا ہے (سورہ ۲۱ آیت ۱۰۷)

۴ - وما ارسلنٰك الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً ولکن اکثر الناس لا یعلمون (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) ہم نے تم کو تمام (دنیا کے) لوگوں کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے - کہ (ان کو ایمان لانے پر ہماری خوشنودی کی) خوشخبری سُنادو - اور (کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے) ڈراؤ مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے (سُورہ ۳۴)

۵ - ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون (ترجمہ) وہ (خدا) ہی تو ہے - جس نے اپنے رسُول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا - تاکہ اس (دین) کو (اور) تمام دینوں پر غالب رکھے

اگرچہ مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے (سورہ ۶۱ آیت ۹)

ان آیات سے اسلام کا عالمگیر مذہب قرار دیا جانا صاف طور پر نظر آتا ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی اور بھی آیات ہیں۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ رسول صلعم نے اول اول اپنے دین کی تعلیم عرب ہی میں دی۔ لیکن آپؐ اسے خوب سمجھتے اور جانتے تھے۔ کہ آپؐ تمام دنیا کے لئے پیغام لے کر آئے ہیں۔ اور اسی لئے آپؐ نے ہمیشہ دنیا کے دیگر لوگوں تک اسلام پہنچانے کی تکلیف برداشت کی۔ صلح حدیبیہ کے بعد جبکہ رسول کریم کو قریش کی طرف سے پہلی دفعہ اطمینان ہؤا۔ تو آپؐ نے براعظم کے تمام بادشاہوں کے پاس اپنے ایلچی و قاصد بھیجے۔ تاکہ انہیں دعوت اسلام دیں۔ مگر تمام دنیا کی اصلاح کا کام خود رسول اکرم صلعم کی زندگی میں سرانجام پا جانا غیر ممکن تھا۔ آپؐ کا کام بحیثیت مبلغ صرف اس قدر تھا۔ کہ آپؐ اس عالمگیر دین کے اصولوں کو جن کی وہ تبلیغ فرمایا کرتے تھے تکمیل تک پہنچا کر ایک زبردست قوم پیدا کردیں جو کہ اس دین کو پھیلائے۔ اور آپؐ کے وصال کے بعد اس پر عمل کرے۔ چنانچہ یہ کام آپؐ نے کر دکھلایا۔ اس دنیا سے رحلت فرما جانے سے پیشتر ہی آپؐ نے مذہب کی تکمیل فرمادی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم سے ظاہر ہوتا ہے آپ اپنے بعد ایک زبردست قوم چھوڑ گئے جس نے نہ صرف تمام عرب پر ہی حکومت کی۔ بلکہ جس کی فتوحات کی لہر پرانی دنیا کے کناروں تک پہنچی یعنے تبلیغ اسلام کا کام آپؐ کے بعد مسلمانوں کے سپرد تھا۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ تبلیغ کا کام انھوں نے کسی مذہبی جنون کی وجہ سے اختیار نہ کیا تھا۔ بلکہ یہ متبرک کام خود قرآن شریف کے احکام کے ماتحت انھوں نے سرانجام دیا جیسا کہ فرقان حمید کی اس آیت سے عیاں ہے جس سے کہ میں نے اس مضمون کی ابتدا کی ہے لیکن میں

ناظرین کی توجہ آیت ذیل کی طرف پھیرتا ہوں جو کہ آیت مسطورہ بالا سے بھی زیادہ تر واضح ہے:-

وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (ترجمہ) ہم نے تم کو بیچ کی راس کی امت (بھی) بنا دیا ہے۔ تاکہ (اور) لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو۔ اور تمہارے مقابلہ میں (تمہارے) رسول (محمدؐ) گواہ بنیں (سورہ بقرہ آیت ۱۴۲) شارحین نے لتکونوا شھداء کے معنے کی اس طرح تشریح کی ہے۔ کہ تاکہ تم ان کے پاس وہی پہنچاؤ۔ جو خدا کا رسول تمہارے پاس لایا۔ اور جو تم نے مذہب اور الہام کے متعلق اس سے سیکھا +

پس اس آیت کے ماتحت تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ اسلام کی تعلیم تمام روئے زمین پر پھیلائیں اور حقیقت میں ہر ایک مسلمان سے توقع کیجاتی ہے کہ وہ مبلغ اسلام بنے +

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان احکام الٰہی پر عمل کیا گیا۔ اس کے جواب میں تمام اسلام کی تاریخ کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے لیکن اس سے یہ مضمون بہت طول پکڑ جائیگا۔ لہذا میں اس موقعہ پر ایک ہی ملک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں میں ہندوستان ہی کو پیش کر کے بتلاؤنگا۔ کہ کس طرح تقریباً نو کروڑ انسانوں نے جو اس ملک کے ہر گوشہ میں رہتے ہیں۔ اور جن کی تعداد پنجاب اور بنگال میں کثرت سے ہے اسلام کو قبول کیا بعض اوقات معاندانہ طور پر نکتہ چینی کرنیوالے کہہ دیتے ہیں۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان میں لوگوں کو بجبر اسلام میں داخل کیا۔ لیکن اس الزام کی واقعات تائید نہیں کرتے۔ کیونکہ اسلام نے ہمیشہ مذہبی رواداری کی تعلیم دی۔ چنانچہ اسمیں ذیل کا حکم ہے لا اکراہ فی الدین (دین کے معاملہ میں کوئی جبر تشدد نہ ہونا چاہئے)

صاف موجود ہے +

ہندوستان میں شاہان اسلام کا مذہبی جوش ان عربوں کے جوش سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا جو ہسپانیہ میں پہنچے۔ اور جہاں انہوں نے اٹھ سو سال تک حکمرانی کی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے جانے کے بعد ہسپانیہ اسی طرح مسیحی حلقے میں تھا جس طرح کہ عربوں کی سلطنت کے آغاز میں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے اپنی دنیاوی حکومت کی وجہ سے اسلام کی اشاعت میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔ اسلامی بادشاہوں نے کبھی بھی بجبر اسلام میں داخل کرنے کا فرض اپنے لیے اختیار نہیں کیا۔ وہ ملک گیری اور اس کے انتظام ہی میں مصروف رہے۔ اور اسی پر انہوں نے قناعت کی۔ میں اپنے اس بیان کی تصدیق میں آرنلڈ صاحب کی تصنیف "پریچنگ آف اسلام" (اشاعت اسلام) میں سے کچھ اقتباس کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ یوں لکھتا ہے:۔

"چھ کروڑ ساٹھ لاکھ مسلمانوں میں ایک کثیر تعداد ان لوگوں کی پائی جاتی ہے جو خود اسلام پر ایمان لائے یا ان کے بزرگ مسلمان ہوئے لیکن ان کا قبول اسلام بخوشی و برغبت تھا اور جبر و اکراہ کو اسمیں کوئی دخل نہ تھا ان پر فقط امن ہی کا کام کرنیوالے مبلغین کی تعلیم اور ترغیب ہی کا اثر پڑا تھا"۔

(۲) پھر مسلمان فاتحین کے مذہبی میلان کے متعلق وہ لکھتا ہے:۔

لیکن ان فاتحین میں روح کی اصلاح کیلئے لازماً ہر وہ تڑپ نہ تھی جو ایک سچے مبلغ اسلام کے اندر بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور جس کی وجہ سے اسلام نے بہت بھاری فتح حاصل کی۔ خلجی ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۰ء تک اور تغلق ۱۳۲۰ء سے ۱۴۱۲ء تک۔ اور لودھی ۱۴۵۱ء سے ۱۵۲۶ء تک ہند میں رہے لیکن یہ سب بالعموم جنگ و جدال میں اس قدر مصروف تھے کہ وہ مذہب میں زیادہ دلچسپی نہیں لے سکتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان کی توجہ اسلام میں لوگوں کو داخل

کرنے کی بجائے حصول اخراج کی طرف ہی تھی"+

پھر مصنف مذکور ایک جگہ لکھتا ہے کہ

مسلمان حکمرانوں نے جبر سے اسلام کے پھیلانے میں بالکل کام نہیں لیا اس کا ثبوت اس امر واقعہ سے ملتا ہے کہ دہلی اور آگرہ جیسے مقامات میں جو کہ اسلامی طاقت وشوکت کا مرکز تھے زمانہ حال میں وہاں کی کل آبادی کا دسواں حصہ تو دہلی میں اور ایک چوتھائی بمشکل آگرہ میں مسلمان ہیں+

اِس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے ہندوستان میں پھیلنے کی اصل وجہ کیا ہے۔ اس کا جواب نہایت صاف اور سادہ ہے اسلام ابتداہی سے ایک تبلیغی مذہب رہا ہے۔ گو اس کے پھیلانے کیلئے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ نہ کبھی تنخواہ دار مبلغ اس کی اشاعت کیلئے مقرر کئے گئے۔ اور نہ کوئی باضابطہ مذہبی جماعت یا ریاست اسمیں ساعی رہی البتہ اس قسم کے مسلمان ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی رہنمائی صداقت کی اس روح سے ہوا کرتی تھی۔ جو کہ اس وقت تک چین نہ لیتی تھی جب تک کہ وہی روح خیال۔ قول اور فعل میں رونما نہ ہو۔ اور کہ جو اسوقت تک مطمئن نہ ہوئی تھی۔ جب تک کہ ہر انسانی روح تک پیغام اسلام نہ پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ اس صداقت کو جس پر ان کا ایمان تھا۔ نسل انسانی کے وسیع کنبہ کے کل افراد اسے بطور صداقت قبول کریں۔ اسی طرز کے مسلمانوں کی بےغرض کوششوں ہی کا نتیجہ ہے کہ اسلام پر اس آریہ ورت میں روحانی فتوحات کا دروازہ کھلا۔ اور انھیں کی بدولت ان مقامات میں۔ جہانکہ مسلمانوں کا سیاسی اقتدار نہایت ہی کمزور حالت میں تھا۔ مثلاً جنوبی ہندوستان یا مشرقی بنگال میں اسلام نے مستقل طور پر بہت بھاری فتح تبلیغی رنگ میں حاصل کی۔ چونکہ یہ کام کسی باقاعدہ انجمن یا کمیٹی کا نہ تھا۔ اور محض انفرادی طور پر لوگوں نے محبت و

جوش اسلام کی وجہ سے کیا تھا۔ اسلئے ان کے کارناموں اور کامیابیوں کا حال مکمل طور پر دستیاب نہیں ہوتا۔ ہند کے مورخ البتہ کبھی کبھی اپنی تصانیف میں سرسری طور پر ان لوگوں کے کارناموں کا ذکر کرکے انکی تبلیغی کوشش وہمت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اور ان کی تحریروں ہی سے ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ہمیں کسی قدر علم حاصل ہوتا ہے +

ہمارا یہ علم گو بہت ہی تھوڑا ہے۔ تاہم ناظرین کرام کو اس سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کے مختلف حصص میں مذہب اسلام کس طرح پھیلا۔ اب میں پہلے جنوبی ہند کا کچھ حال لکھتا ہوں۔ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے۔ کہ یورپ اور ہندوستان میں مسالجات۔ ہاتھی دانت اور جواہرات کی تجارت مدت سے عرب اور ایران کے باشندے ہی کرتے تھے جس کی وجہ سے ہندوستانیوں اور عربوں کو آپس میں مل بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ چنانچہ عربوں نے اسے غنیمت سمجھ کر اپنے تجارتی کاروبار کے ساتھ ساتھ لوگوں کو حلقۂ اسلام میں داخل کرنا بھی شروع کردیا۔ اس زمانہ میں اس ملک کی حکومت ہندو راجوں کے ہاتھ میں تھی۔ جو غیر ممالک کے تاجروں کی ہر طرح حوصلہ افزائی اور حفاظت کرتے۔ اور ان کے تبلیغی کام میں بھی کسی قسم کی مداخلت نہ کرتے تھے جس کی وجہ غالباً یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان لوگوں کی تجارت سے ملک بہبودی اور خوشحالی میں نمایاں ترقی دکھائی دیتی تھی۔ اس طرح راجاؤں اور مسلمان تجار کے تعلقات نہایت دوستانہ ہو گئے۔ اور لوگوں کو بھی اسلامی تعلیم کے مطالعہ کرنے کا اچھا موقعہ ملگیا +

مساوات انسانی کے مسئلہ نے جس پر یہ نیا مذہب زور دیتا تھا لوگوں کے دلوں پر اثر کیا۔ اور وہ اس ذلت کی حالت سے نکلنے پر آمادہ ہوگئے جو ہندو مذہب نے ان کے لئے مقدر کر رکھا تھا۔ اس جگہ مالابار میں اسلامی سورج کی شعاع کے پہنچنے کا واقعہ کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ جیسے سولھویں صدی کا

ایک مورخ یوں بیان کرتا ہے کہ سب سے پہلے مبلغ وہ لوگ تھے جو سیلون میں حضرت آدمؑ کا نقش قدم دیکھنے کیلئے آئے۔ جب وہ کرنگانور پہنچے تو وہاں کے راجہ نے انہیں بلوا بھیجا۔ چنانچہ اس قافلہ کے سردار شیخ شرف بن مالک نے جس کے ہمراہ اس کا بھائی مالک بن دینار اور اس کا بھتیجا مالک بن حبیب بھی تھا موقعہ پاکر مذہب اسلام اور حضرت محمد صلعم کی بعثت کی غرض کی تشریح کی۔ خدا کی عنایت و مہربانی سے حضور صلعم کی تعلیم نے اس راجہ کے دل میں گھر کر لیا اور اس نے اسے تسلیم کیا۔ اس کے دل میں رسول عربی صلعم کی محبت پیدا ہو گئی۔ اور اس کے شیخ مذکور کو حکم دیا کہ حضرت آدم کے نقش قدم کی زیارت کے بعد جب وہ واپس آئے تو وہ اسے ضرور ملے۔ چنانچہ جب وہ قافلہ سیلون سے واپس لوٹا۔ تو وہ راجہ بھی خفیہ طور پر اس کے ساتھ اس جہاز میں سوار ہو گیا۔ جو عرب کیطرف جا رہا تھا۔ اور اپنی سلطنت کا انتظام اپنے نائبوں کے حوالہ کر گیا۔ وہ عرب میں کچھ مدت رہا۔ اور جب وہ اس ارادہ سے اپنے ملک کی طرف لوٹنے کو تھا کہ وہاں جا کر وہ ایک مسجد تیار کرائے۔ اور اسلام کی اشاعت میں مصروف ہو۔ تو اچانک بیمار ہو کر اپنے ملک لبعتا ہوا لیکن بستر مرگ پر اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ مالابار کی طرف اس مجوزہ تبلیغی سفر کو التوا میں نہ ڈالیں اور پھر ان کی مشکلات کو رفع کرنے کے لئے اس نے اپنے نائب السلطنتوں کے نام سفارشی خطوط لکھ دیئے اور ساتھ ہی انہیں حکم دیا کہ وہ اسکی موت کا علم لوگوں کو نہ دیں۔ یہ خطوط لیکر شرف بن مالک اور اس کے ہمراہی کرنگانور کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ان خطوط کی وجہ سے ان کا نہایت تپاک سے استقبال ہوا۔ اور انہیں زمین بھی عطا کی گئی جہاں انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی۔ مالک بن دینار نے تو اسی جگہ بود و باش رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن مالک بن حبیب نے چکر لگا کر تبلیغ کرنے اور علاقہ مالابار میں جگہ جگہ مساجد کی تعمیر کرنیکا

ارادہ کرلیا۔ چنانچہ کوئین کی طرف بڑھا اور اپنے ہمراہ اپنے بیوی بچوں اور مال تجارت لیگیا۔ اور وہاں اس نے ایک مسجد تیار کرائی۔ اور اپنی بیوی کو اس جگہ چھوڑ کر خود ہیلی مرادی چلا گیا۔ اور وہاں بھی ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ ان مساجد میں گیا۔ اور ہر ایک میں اس نے نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوا جس نے کہ کفرستان میں دین اسلام کو ظاہر کیا واپس آیا۔ ان واقعات کے سنہ صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن عام لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا ظہور خود رسول اکرم صلعم کی زندگی ہی میں ہوا بعض مؤرخین کے نزدیک یہ امور سنہ ۲۲۰ھ کے بعد وقوع میں آئے۔ صحیح تاریخ کا معلوم ہونا چنداں ضروری نہیں۔ جبکہ مالابار میں پُر امن تبلیغی کام کی صاف و صریح شہادت پائی جاتی ہے۔ انہیں سے اکثر مبلغ خود تاجر تھے۔ مگر ابن بطوطا جو کہ ایک مشہور و معروف اسلامی مورخ ہے لکھتا ہے کہ عرب سے بعض مولوی اور علم الٰہی کے عالم بھی آئے ہوئے تھے۔ جن سے مالابار کے مختلف گاؤں میں اُسے ملنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن یقینی طور پر ہم نہیں کہہ سکتے کہ آیا انہیں تجار کو مؤرخ مذکور نے ان کے مذہبی جوش کی وجہ سے علمائے دین کا خطاب دیا یا اس جگہ کوئی علیحدہ گروہ ایسے علماء کا بھی تھا۔ بہر حال یہ تو بالکل ثابت شدہ امر ہے کہ قرن اولیٰ کے مسلمان اسلام کے پھیلانے میں عملی رنگ میں حصہ لیتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کے شروع میں مالابار کی آبادی کا پانچواں حصہ نو مسلم قرار دیئے گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہند کے اس حصہ میں مسلم مبلغین کا اثر بہت زیادہ اور نمایاں تھا آرنلڈ صاحب لکھتا ہے۔ کہ اگر اہل پرتگال وہاں نہ آتے تو یہ سب حلقہ مسلمان ہو جاتا۔ کیونکہ لوگ کثرت سے مسلمان ہو رہے تھے۔ ایران و عرب اور ہندوستان کے دیگر گوشوں یعنے گجرات و دکن کے مسلمان تاجر بہت بڑا اثر ڈال رہے تھے +

میں نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ کہ ان اشخاص کا جنہوں نے اشاعت اسلام میں حصہ لیا کوئی تذکرہ فرداً فرداً ہم تک نہیں پہنچا۔ البتہ عبدالرزاق نامی ایک مؤرخ نے اپنی تبلیغی کوششوں کا حال لکھا ہے۔ جو اس وقت تک محفوظ ہے۔ اسے تیمور شاہ روح نے ۱۴۱۲ء میں کالی کٹ کیطرف لیمورن کے دربار میں اس سفیر کی درخواست پر بھیجا۔ جسے لیمورن نے بادشاہ مذکور کی طرف بھیجا تھا۔ یہ سفیر خود بھی ایک پرجوش مسلمان تھا اور اس نے شاہ روح کی خدمت میں لیمورن کے پاس مبلغ بھیجنے کی ضرورت ظاہر کی۔ کہ قرآن شریف کی اس آیت کے مطابق ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ ترجمہ (بلاؤ طرف راہ پروردگار اپنے کے ساتھ حکمت کے اور نصیحت کے) +

اسے اسلام کی دعوت دیکر اس تاریکی و گمراہی کو دُور کرے جس نے اس کے دل کو مردہ کر رکھا ہے۔ اور اسلام کی ضیا اور آفتاب علم کی روشنی سے اسکی روح کو منور کرے۔ چنانچہ عبدالرزاق کو اس سفارت کیلئے منتخب کیا گیا۔ وہ ایک دور دراز سفر طے کر کے کالی کٹ پہنچا۔ لیکن اسکی طرف کوئی التفات نہ کی گئی۔ اور وہ ناکام ہو کر خراسان چلا گیا +

ایک اور مشہور مبلغ اسلام کا پتہ بھی چلتا ہے یعنے سید ناصر شاہ جن کا نام جنوبی ہند میں اب بھی نہایت محبّت اور ادب سے لیا جاتا ہے۔ یہ بزرگ جو کہ ۹۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۳۹ء میں رحلت کر گئے۔ عرب۔ ایران اور شمالی ہند میں سیاحت کرتے ہوئے آخرش ترچنا پلی میں آباد ہوئے۔ اور باقی عمر اسی جگہ بسر کی۔ وہ بڑے عالم اور زاہد بھی تھے۔ اور اُن کے علم و عمل کو دیکھ کر ہندوستانیوں نے کثرت سے اسلام قبول کیا +

جنوبی ہند میں ایک بھاری تعداد ایسے نومسلموں کی بھی پائی جاتی ہے

جن کا بیان ہے کہ انھوں نے بابا فخر الدین علیہ الرحمۃ کے پند و نصائح کی وجہ سے اپنا مذہب چھوڑا۔ اس بزرگ کی مزار پر اس وقت بھی ان نومسلموں کی اولاد زیارت کے لئے جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ اصل میں سیستان کے بادشاہ تھے۔ وہ تخت و تاج اپنے بھائی کے حوالہ کر کے خود درویشانہ زندگی اختیار کر کے مکہ و مدینہ کی طرف حج کے لئے چلے گئے۔ اور جبکہ وہ عرب ہی میں قیام رکھتے تھے۔ تو انہیں خواب میں رسولکریم صلعم کی زیارت ہوئی۔ اور حکم ملا کہ وہ ہندوستان میں جا کر اسلام کی تعلیم دیں۔ اس ملک میں پہنچ کر انھوں نے ترچناپلی میں ناصر شاہ صاحب کی شاگردی اختیار کی جنھوں نے دوسو علماء کے ایک قافلہ کا انہیں سردار بنا کر تبلیغ اسلام کیلئے بھیجدیا۔ چکر لگاتے ہوئے اُنھوں نے بالآخر شہر پنوکونڈا میں ہندوؤں کے ایک مندر کے پاس ڈیرہ جما دیا جسے وہاں کے راجہ نے کراہت کی نظر سے دیکھا۔ لیکن اس قافلہ کو بجبر وہاں سے نکالنے کی بجائے راجہ مذکور نے مختلف پہلوؤں سے جانچنا چاہا۔ کہ آیا اس بزرگ کا مذہب درست ہے یا وہ مذہب جو اس مندر کا پجاری پیش کرتا ہے۔ سب سے آخری تجربہ اس نے یوں کیا۔ کہ ان دونوں مذہبی پیشرؤں کو چونے سے بھری ہوئی بوریوں میں باندھ کر تالاب میں پھینک دیا۔ ہندو پجاری کا تو پتہ نہ چلا۔ لیکن بابا فخر الدین کو پہاڑی کی چوٹی پر دیکھا گیا۔ اس کرامت نے اس طرح دین اسلام کی صداقت و برتری پر مُہر لگا دی۔ یہ واقعہ دیکھ کر راجہ مذکور حلقہ بگوش اسلام ہؤا۔ اور اس کے ساتھ اس کی رعایا کا کثرت سے اسلام میں داخل ہونا بھی ایک طبعی نتیجہ تھا۔ جنوبی ہند میں اسی طرز پر اسلامی مبلغین نے نہایت امن و سلامتی سے اپنا کام کیا +

مالابار ہی سے غالباً اسلام نے جزائر لکادیپ اور مالدیپ کیطرف

رُخ کیا جہاں اس وقت سب کے سب تقریباً مسلمان ہی ہیں۔ یہاں کے باشندے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ان کے بزرگ ان عرب سوداگروں کی کوشش سے مسلمان ہوئے جو سنہ ۱۲ء میں آئے۔ اور اسی جگہ نکاح کر کے آباد ہو گئے۔ تاکہ وہاں کے لوگوں کو اسلام میں داخل کریں + ان سوداگران کے نام ہمیں معلوم نہیں لیکن مقام مالی میں شیخ یوسف شمس الدین ساکن تبریز (ایران) کا مقبرہ اس وقت تک موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ شیخ صاحب نے نہایت کامیابی کے ساتھ ان جزائر میں تبلیغی کام کیا۔ اسی طرح مقام اندورتھ میں بھی ایک عرب واعظ ممبا ملیا کا نامی کا مزار ہے۔ یہ بزرگ بھی اپنے تبلیغی کام کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ اور لکادیپ کے گرد و نواح کے جزائر میں اسلام کا قدم انہیں کی ہمت کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے +

دکن میں بھی مالابار کی طرح اسلامی تبلیغ کا بہت کچھ چرچا رہا ہے۔ سنہ [illegible] میں عرب تاجروں کی ایک بہت بڑی جماعت یہاں آ کر آباد ہو گئی۔ اور وہاں شادیاں بھی کر لیں۔ دکھنی شاہان کے عہد حکومت میں مسلمان سوداگر اور مبلغ کثرت سے وہاں آئے۔ اور اور ان کے ذریعہ اسلام نے بہت بھاری روحانی فتح حاصل کی اور یہ سب کچھ انھوں نے اپنے پند و نصائح اور اپنے عمل سے کر دکھایا۔ کیونکہ دکھنی بادشاہوں کے زمانہ میں جبراً اسلام میں داخل کرنے کا کوئی تحریری ثبوت نہیں ملتا اور ان کا عہد تو رواداری کیلئے ضرب المثل تھا۔ ایک عرب مبلغ جسے پیر مہابیر خمدایت کر کے پکارا جاتا ہے دکن میں سنہ ۱۳۰۴ء میں آیا۔ اسی سال کے آخیر میں ایک اور بزرگ سید محمد ساکن گلبرگہ تشریف لائے اور انہیں ضلع پونا کے کثیر التعداد ہندوؤں کے مسلمان کرنے میں بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ پھر بیس سال کے بعد سید صاحب موصوف نے بلگام میں بھی ایسی ہی کامیابی اپنی تبلیغی کوششوں میں کی +

سنہء کے شروع میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کا جو بغداد میں ایک بڑے ولی اللہ گذرے ہیں۔ ایک رشتہ دار ہند میں آیا۔ اور اُسے کنکال میں بہت سے لوگ مسلمان کیئے +

اسی طرح ایک اور اسلامی مبلغ محمد صادق سرمست چشتی جس نے بڑی کامیابی سے اپنا کام کیا۔ ہند میں آیا۔ لکھا ہے کہ وہ سنہ ۱۵۶۸ء میں مدینہ سے آیا۔ اور مغربی ہند میں پھر پھرا کر ناسک میں مقیم ہوا۔ جہاں اس وقت تک بھی اسکی اولاد موجود ہے +

ان اصحاب کے علاوہ اور بھی بہت سے مبلغین ہند میں کم و بیش کامیابی کے ساتھ اسلامی خدمت کرتے رہے ہیں جن کے نام کتب تاریخ کے صفحوں پر دکھائی نہیں دیتے۔ چنانچہ شہر ملتان بھی اسی اسلامی تبلیغ کا ایک مرکز رہا ہے +

عربوں نے آٹھویں صدی کے شروع میں سندھ فتح کیا جس کے باعث اس ملک کے لوگوں کو اہل عرب کو اور ان کے مذہب کو بھی زیادہ تر غور اور توجہ سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ عربوں نے تین سو سال تک یہاں حکومت کی اس عرصہ میں ان کے مذہب کی تائید بہت طریقوں سے ہوئی۔ کئی ایک ہندوستانی شاہزادوں نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا +

شاہ یوسیفان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے متعلق البدر دھوری نے ایک واقعہ لکھا ہے جس کا ذکر آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام (تبلیغ اسلام) میں بھی کیا ہے۔ میں تھوڑا سا اس کا اقتباس ذیل میں دیتا ہوں :-

اس ملک کے باشندے ایک دیوتا کی پرستش کرتے تھے جس کا مندر انہوں نے بنا رکھا تھا۔ وہاں کے بادشاہ کا لڑکا جب بیمار ہوا تو اس نے مندر کے پجاریوں سے کہا کہ وہ دیوتا سے لڑکے کی شفایابی کے لئے دُعا کریں + چنانچہ پجاری وہاں سے رخصت ہو کر کچھ عرصہ کے بعد واپس آئے

اور عرض کی کہ ان کی دعا متعلقہ صحتیابی دیوتا نے منظور کر لی ہے مگر اس کے بعد ہی اس کا لڑکا فوت ہو گیا۔ اس پر بادشاہ نے مندر کو مسمار کر کے دیوتا کی مورتی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور پجاریوں کو قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں اس نے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت کو اپنے ہاں بلوایا جنہوں نے خدا کی وحدانیت کا اُسے وعظ کیا اور وہ اس پر ایمان لا کر مسلمان ہوا +

اسی طرح باقی سوداگروں نے بھی جو عربوں کی فتح کے ابتدائی زمانہ میں ہند میں آئے اپنا تبلیغی اثر ڈالا۔ ان دنوں چین سیلون اور ہندوستان کے درمیان تجارت مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں تھی جو اپنے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کو بھی پہنچاتے تھے۔ لیکن ان سوداگروں کی ہمت ان بزرگوں اور ولیوں کی زاہدانہ زندگی کے اثر سے بھی بہت کچھ بڑھی جن کے اندر اسلام کی طرف لوگوں کو کھینچنے کی خاص روح اور طاقت تھی ان میں سید یوسف الدین بھی ایک مشہور بزرگ ہیں جو سید عبد القادر جیلانیؒ کے رشتہ دار تھے۔ انہیں خواب میں حکم ملا کہ وہ ہندوستان جا کر اشاعت اسلام کریں۔ لہٰذا وہ سندھ ۱۴۲۲ء میں تشریف لائے۔ اور دو سو خاندان کے لوگوں کو اسلام کے جھنڈے تلے لانے میں کامیاب ہوئے۔ بعد میں فوراً ہی ان کے قدم پر چلنے والے پیدا ہو گئے۔ اس طرح مسلمانوں کی تعداد بہت ہی بڑھ گئی +

بینظیر تحفہ

جو لوگ دماغی محنت کے عادی ہیں انکے لئے یہ بے ضرر زود اثر مفرد دوائی خالص سلاجیت (مومیائی) از حد درجہ مفید ہے۔ یہ دوائی مقوی اعصاب معدہ و باہ ہے۔ گردہ و مثانہ کو مضبوط کرتی ہے۔ کام ریزش درد کمر یا دیگر دردوں کو بھی جو ریح یا چوٹ کے باعث ہوں دور کرتی ہے۔ ہر ایک قسم کی کمزوری کیلئے اکسیر ہے۔ وکلاء طلبا اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے مفید ہے۔ تمام دن محنت کے بعد اسکے استعمال سے بہت کم تھکاوٹ ہوتی ہے۔ مرد و زن بچہ بوڑھا ہر موسم میں استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ (عہ/) ایک روپیہ۔ خوراک ایک سے دو رتی حسب مزاج ہمراہ دودھ استعمال کریں تا جان اُدویات کو ۲۵ فیصدی کمیشن ملیگی ایجنسی کیلئے تاجر صاحبان فوراً درخواست دیں

منیجر کارخانہ [illegible] لاہور

المغرب میں اسلام

از قلم جناب مسٹر چارلس روشر (نومسلم)

مراکش جسے عربی زبان میں المغرب الاقصا کہا جاتا ہے۔ بالعموم مسلمانوں ہی سے آباد ہے۔ بربریوں نے جو یہاں کے قدیمی باشندے ہیں عربوں کے اس ملک پر حملہ کے بعد ہی اسلام قبول کیا۔ ابو عبد الحکیم نے لکھا ہے۔ کہ سنہ ۱ھ میں ایک بھی بربری ان علاقہ جات میں نظر نہ آتا تھا۔ جو حلقہ اسلام میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ یعنے المغرب میں عربوں کے پہنچنے کے ٹھیک ساٹھ سال بعد اس ملک کی یہ حالت ہو گئی۔ بربری لوگ دوسری قوموں سے الگ تھلگ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ عربی نسل کے لوگ اس جگہ بکثرت ہیں۔ گو ان کے اندر اس افریقی خون کی آمیزش بھی ہے جو کوہ اطلس کے جنوبی علاقہ جات سے آیا تھا۔ ان کی تعداد ساٹھ ستر لاکھ کے درمیان ہے۔ یہاں یہودیوں کی بھی ایک کثیر جماعت ہے۔ اور وہ عام طور پر ان لوگوں کی اولاد ہیں جنھوں نے ہسپانیہ کی مذہبی عدالتوں کے پنجے سے اپنی جان بچا کر مسلمان موروں کے ہاں آکر پناہ لی۔ گو ان موروں نے خود بھی ان عدالتوں کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھائی تھی۔ گذشتہ دس سال سے پہلے مراکش میں سوائے ساحل سمندر کی آبادی کے عیسائی بہت ہی کم نظر آتے تھے۔ اب بہت سے فرانسیسی۔ جو فرانس اور الجیریا کے رہنے والے تھے دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کے آنے سے بیشتر یورپین قوموں میں سے ہسپانی نسل کے لوگ بہت زیادہ تھے مگر یہ ایک عجیب امر ہے کہ مور اہل ہسپانیہ کو یوروپین نہیں سمجھتے اب غالباً وہ یورپ کی مختلف قوموں میں تمیز کرنا سیکھ گئے ہیں +

بحث ماکین ایک مورخ نے کتاب دی مور ہیں جو ۱۹۰۹ء میں طبع ہوئی لکھا ہے کہ مراکش میں اب بھی اسلام اپنی اصلی حالت میں اور بیرونی اثرات سے بالکل محفوظ پایا جاتا ہے۔ مراکو آف ٹوڈے (مراکش زمانۂ حال) میں بھی ایم او جین اوبن نے جو ایک فرانسیسی مصنف تھا اور جس نے دیگر اسلامی ممالک میں اپنی عمر کا بہت سا حصّہ کاٹا تھا تحریر کیا ہے کہ اس نے مراکش میں ہی سب کچھ سیکھا۔ کیونکہ اُسے اس جگہ وہ اسلامی تہذیب نظر آئی جو زمانۂ وسطیٰ میں آکر گویا بالکل ساکن ہوگئی تھی +

اہلِ مراکش میں گذشتہ پندرہ سال کے اندر سیاسی اور مالی تغیّرات کسقدر سرعت کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔ اور جدید مغربی تہذیب کے نقش قدم پر چلکر انہوں نے ترقی و تحقیق کی راہ پر پہلا قدم مارا ہے۔ اور امید ہے کہ ان کا یہ طریق کچھ عرصہ تک برابر جاری رہیگا کیونکہ مراکش نہایت ہی دولتمند علاقہ ہے۔ اور اصل میں یہ وہی سرزمین ہے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس جگہ سرمایہ مہیّا کر دینے کا انتظام بھی تا حال جاری ہے۔ یہ طریق بالکل فوجی قوت اور فوجی کارروائیوں پر حصر رکھتا ہے۔ اور اہلِ ہسپانیہ اور اہلِ فرانس اپنی اپنی طاقت چپکے چپکے ان موروں کو اپنی طرف کھینچنے میں صرف کر رہے ہیں جنہوں نے گذشتہ جنگ عظیم میں اتحادیوں کی فوجوں میں لڑنے والے سپاہی دے کر نہایت ہی گرانقدر امداد دی +

ان موروں کی تعداد جنہوں نے کسی قسم کی عیسائیت اختیار کی ہے اس قدر قلیل ہے۔ کہ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں لیکن یہ خطرہ ضرور ہے۔ کہ بہت سے مور اپنے نیک عمدہ اسلامی طریقوں سے منحرف ہوکر اس قسم کی بُرائیاں اپنے اندر پیدا کر لینگے جو ساحلی قصبوں کے رہنے والوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان قصبوں میں مے نوشی۔ قمار بازی

اور دیگر اسی قسم کی قباحتیں بکثرت نظر آتی ہیں - جو روز افزوں ہیں معہ مشاہدہ کرنے والے لوگ ہیں - لہذا مسیحی مشنری عیسائیوں کے برے نمونہ کے ہوتے ہوئے موروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوئی امید نہیں رکھ سکتے البتہ جو مور عیسائیوں کی بری عادات اختیار کرلیں گے - ان کے لئے برابر ہے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھیں - بیرونی حالات و واقعات سے اکثر دھوکہ لگتا ہے - اور مور لوگ چونکہ ظاہری اور بیرونی امور کو خوب دیکھنے والے ہیں - اسلئے عیسائیوں کی عادات کو دیکھ کر یورپ کی طرف سے آنیوالے ہر ایسے شخص کو جو خاص طرز کا لباس زیب تن کرے - اور ان کے طریق پر پوشش نہ رکھے اور ڈاڑھی بھی منڈواتا ہو وہ اُسے فوراً نصرانی قرار دیتے ہیں - ایسے شخص کے لئے جو موروں کو بخوبی جانتا ہو اور اُن کی تاریخ اور ان کے میل و ملاپ کا اُسے تھوڑا سا بھی علم ہو اس بات کا سمجھنا نہایت آسان ہے - کہ ان کے نکتہ خیال سے تمام نصرانی (عیسائی) خواہ ان کی شکل و شباہت کیسی ہی پیاری ہو قابل نفرت اور غیر معتبر ہیں +

جب سے کہ موروں کو ہسپانیہ سے بدر کیا گیا ہے نصرانیوں پر اعتبار نہ کرنا ان کی گھٹی میں داخل ہو گیا ہے - اور لطف یہ ہے کہ یہی ملک ان کی فیاضانہ حکومت کے زمانہ میں ترقی اور خوشحالی کے معراج پر پہنچا +

موروں میں دیگر لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کا جوش مجھے نظر نہیں آیا گذشتہ ایام میں البتہ مراکش میں لوگوں نے خود بخود اسلام کی طرف رجوع کیا ہے لیکن یہ امر مستثنیات میں سے ہے +

خلالی شریف سلطان اسمٰعیل کا زمانہ (سترھویں صدی کے آخری نصف حصہ) عیسائیوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے بہت مشہور ہے - وہ بلاشبہ ایک زبردست حکمران تھا - اسے عمارات کی تعمیر کا گویا عشق تھا - اور بہت سے تعمیر کے کام اس نے جبری مشقت کے ذریعہ سرانجام دلوائے - ان کام کرنیوالوں میں

وہ عیسائی قیدی خصوصیت کے ساتھ شامل تھے جنہیں لڑائی میں گرفتار کیا گیا تھا۔ یا جنہیں بربری بحری ڈاکو چُرا کر یا گرفتار کر کے لائے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنی حالت کو سُدھارنے کیلئے بعد میں بقول ایک ضرب المثل کے مور یا ترک بن گئے +

اکثر حالات میں ان منکران دین نے اپنی قابلیّت کا ثبوت دیا جس سے سلطان کو ہی فائدہ پہنچا۔ اور انہوں نے بھی ترقی کی۔ چنانچہ ان میں سے بعض کو ذمہ واری کے عہدے بھی دیئے گئے۔ اور اس طرح انہیں خوشحالی ہوئی لیکن وہ وہاں سے فرار ہو کر اپنی زندگی میں تبدیلی نہ کر سکے۔ کیونکہ یہ کوئی آسان امر نہ تھا +

اِس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ آیا عیسائی بطیبِ خاطر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ کیونکہ ہمارے پاس ایسی کوئی بھی وجہ نہیں جس سے ہم کہ سکیں کہ ان کی مذہبی تبدیلی جبر سے ہُوئی تھی۔ بہر حال جو کچھ بھی ہوا وہ حقیقت میں سلطان اسمٰعیل کے تعمیر کے شوق کی وجہ سے ہوا اور نہ اسکی خواہش ہرگز نہ تھی کہ ان مفسد اور کارکن لوگوں کو مسلمان کر کے ان کی ابدی نجات کا موجب ہو +

مراکش میں ایک خصوصیت ہے جو دیگر ممالک سے جن سے اس کا مقابلہ کیا جائے بالکل مختلف ہے۔ وہاں جا کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان ایک ایسی دُنیا میں ہے جو مصر، شام، رُوم اور ایران سے بالکل مختلف ہے۔ اور یہ اختلاف مذہب اور دیگر امور میں بھی یکساں نظر آتا ہے +

میرے خیال وہ مور جو مسلمان ہیں ملاکی فرقہ سے بالعموم تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ قریباً سب کے سب اپنے مذہب کے ظاہری فرائض اور رسم و رسوم کے بہت پابند ہیں خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی۔ اکثر مور تو صبح کی نماز تک بھی نہایت اہتمام کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں +

جہاں کہیں لوگوں کا اجتماع ہو سکتا ہے اس جگہ نماز کے لئے ایک جگہ

مخصوص کردی گئی ہیں مثلاً دریا کے گھاٹ پر یا پہاڑوں کے دروں کے نزدیک نیز ہر ایک گاؤں میں نماز پڑھنے کا انتظام ہے۔ خواہ وہاں باضابطہ مسجد کی صورت نہ بھی دکھائی دے۔ مقبرے بھی جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ اور ہر جگہ اسلامی روح محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں کا طرز کلام بھی نہایت پاکیزہ اور دیندارانہ ہے۔ گو ان کی اس قسم کی گفتگو عادتاً ہی ہوتی ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے دل میں خلوص نہ ہو۔ بہرحال ان کی باتیں کان کو بھلی معلوم دیتی ہیں۔ اور ان کا خوش کُن انداز کلام دل پر اثر کر جاتا ہے +

مغرب میں اسلام کی یہ بھی خصوصیت ہے۔ کہ مراکش کے حکمران سلطان کو مذہبی تقدس بھی دیا جاتا ہے۔ بعض پکے مسلمان مور تو موجودہ ترکوں اور مصریوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یوروپین فیشن کے مطابق اپنا لباس اختیار کر لیا ہے۔ اور اپنی ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں۔ اور اکثر دیگر امور میں بھی صراط مستقیم سے دُور چلے گئے ہیں۔ مگر یہ قابل قدر مور ابھی نہیں سمجھے کہ قانون اور دیگر رسومات کی اصل غرض بمقابلہ ان کے ظاہری الفاظ و پابندی کے زیادہ مفید اور قیمتی ہے +

یہ لوگ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک کہ ان میں تعلیم نہ پھیلے اور وہاں چھاپے خانے قائم نہ کئے جائیں۔ اور ان کا میل و ملاپ دیگر اقوام کے لوگوں سے براہ راست نہ ہو۔ ان کے دُنیا نوسی طریقوں کو جو انکی طبیعت میں راسخ ہو چکے ہیں دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے کہ ان کے خیالات میں وسعت پیدا کرنے کیلئے ایک خاصی مدت درکار ہے۔ البتہ یہ کام جلد حاصل ہو سکتا ہے اگر اصلاح و ترقی کے لئے اسلامی مشنری یہاں بھیجے جائیں جو ان لوگوں کو بیرونی دُنیا اور اس کے طریقوں سے پوری پوری اور صحیح اطلاع دیں۔ اس وقت تو بہت کم مور ہیں جو لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ اور ان میں بھی

بہت تھوڑے ہیں جنہیں اپنے حلقۂ زندگی سے باہر کا علم حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اسلام مور قوم کی نجات کا موجب ہوگا لیکن ضروری ہے کہ انہیں اسلام کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ میری غرض اس سے یہ نہیں کہ ان کے مذہب میں تبدیلی پیدا کر دیجائے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ انہیں جکڑ بندیوں سے آزاد کر دیا جائے۔ اور ان کی آنکھوں پر سے وہ پردے اٹھا دیئے جائیں۔ جو غلطی سے اپنی آنکھوں پر انہوں نے ڈال رکھے ہیں یعنے ان کے تعصبات کا جنہیں وہ اپنے معتقدات سمجھ رہے ہیں دور کیا جانا ضروری ہے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کے اثر کی وجہ سے موروں نے بھی بعض باتوں کو صحیح تسلیم کر کے خارج از بحث سمجھ رکھا ہے۔ لہٰذا خدا کی عطا کردہ قوت استدلال کی طرف ان کی توجہ دلائی جانی چاہیئے۔ جبتک یہ نہ ہو۔ ان کی ترقی مسدود رہیگی۔ اور ترقی میں سکون موت کے برابر ہے۔ زندگی تو پھیلاؤ حرکت۔ انقلاب اور ترقی کا نام ہے۔ لہٰذا تمام دنیا میں یہی عمل برابر جاری رہنا چاہیئے +

ملتِ حضرت ابراہیمؑ

(از قلم علامہ جناب محمد مارمڈیوک پکتھال صاحب)

اس زمانہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں کا میل جول اس طرز پر ہے کہ وہ باہمی دوستانہ رنگ میں بحث و مباحثہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے موقعہ پر اسلام کے معتقدات اور عملیات کے متعلق اکثر عجیب عجیب باتیں ایک مسلمان کے کان تک پہنچتی ہیں۔ جن کو سنکر اس کے دل میں بہت غصہ اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور جنہیں جھوٹ ثابت کرنے کے لئے اسے پیچ در پیچ راہوں سے تفصیل کے ساتھ بحث کرنی پڑتی ہے۔ اس سے اگرچہ اس کے مخالف پر

بعض امور کی اصلیت کھلجاتی ہے لیکن ہمارے مذہب اسلام کے بارے میں وہ اپنے ساتھ ایک غلط خیال لیجاتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اسلام بھی موجودہ عیسائیت ہی کی طرح زیادہ تر خشک مسائل۔ رواجات اور روایات کا ایک پیچ در پیچ مجموعہ ہے۔ لہذا یہ نہایت ضروری ہے کہ مسیحی اصحاب کو صحیح طور پر بتلایا جائے کہ ان کے اور ہمارے مذہب میں کس قسم کا فرق ہے۔ لیکن اگر اس قسم کے اختلافات پر ہی تمام تر توجہ دیجائے جسے مسلمان نہایت غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ تو اصل صداقت تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یعنے پھر یہ امر نہیں کھل سکتا کہ اسلام ہی فقط دنیا کے لئے ایک حقیقی مذہب آیا ہے کیونکہ تمام دیگر سچے مذاہب کا جو خدا کی طرف سے آئے ہیں اسلام ہی ضروری جزو ہے +

یہ خیالات جن کا اظہار میں نے اوپر کیا ہے۔ یا بعد میں کیا جائیگا میرے دل میں ایک ایسے غیر مسلم دوست کی باتوں سے پیدا ہوئے جسے اسلام سے خاصی واقفیت تھی۔ اور جس نے قرآن شریف کے ترجمہ کا مطالعہ بھی کیا ہوا تھا۔ اور مسلمانوں سے اسکی مذہبی گفت وشنید بھی رہا کرتی تھی۔ اس نے کثرت ازدواج اور بہشت کے متعلق مسیحی اور اسلامی معتقدات اور دیگر غیر ضروری معاملات کا بار بار تذکرہ کیا۔ اور جب اُسے بتلایا گیا۔ کہ یہ سب غیر ضروری امور ہیں تو اس نے پوچھا۔ کہ قرآن کریم تو اسلام کو حضرت ابراہیم کا مذہب قرار دیتا ہے۔ تو کیا یہ بھی پھر غیر ضروری امر ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ اس صورت میں زمانہ حال کے مہذب لوگ حضرت ابراہیم کے زمانہ کے پرانے اعتقادات پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں۔ جواباً اُسے کہا گیا۔ کہ اگر حضرت ابراہیم کا عقیدہ اس کے یا دیگر اس کے ہمخیالوں کے عقیدہ سے زیادہ تر صحیح ہو اور اسمیں کسی قسم کے توہمات کا بھی شائبہ نہ ہو تو پھر اس کے ماننے میں کس کو تامل ہو سکتا ہے

لیکن اس کا یہ سوال نہایت ضروری اور موزوں خیال کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا اثر تمام سچے مذاہب پر پڑتا ہے۔ ہذا اس کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم کے متعلق یوں ذکر آیا ہے

ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ط ولقد اصطفینہ فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن الصلحین۔ ترجمہ۔ اور کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے انحراف کرے۔ مگر وہی جس کی عقل ماری گئی ہو۔ اور بیشک ہمنے اسکو دنیا میں (بھی) انتخاب کرلیا تھا۔ اور آخرت میں (بھی) وہ نیکوں (کے زمرے) میں ہونگے۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین (ترجمہ) جب ان سے انکے پروردگار نے کہا کہ (ہماری ہی) فرمانبرداری کرو (توجواب میں) عرض کیا۔ کہ میں سارے جہان کے پروردگار کا (یعنے تیرا ہی) فرمانبردار ہوں اسلم کے معنے فرمانبرداری کے ہیں اور کالاسلام کے معنے بھی سچی متابعت ہے۔ حضرت ابراہیم کی فرمانبرداری اور انکا ایثار ہی ان کا مذہب تھا۔ اور اسی کی تعریف قرآن مجید نے کی ہے۔ اس امر کو تو قرآن حمید نے صاف کر دیا ہے۔ کہ ملت ابراہیم سے کسی ظاہری رسوم کی پابندی کی طرف اشارہ نہیں۔ مثلاً ان کا اپنے لڑکے کو قربان کرنے یا کسی انسان کی بجائے کسی جانور کی قربانی بلکہ اس سے مراد محض اس خدا کے برگزیدہ بندہ کا اپنی خواہش اور اپنے مدعا اور ارادہ کا خدا کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں ترک کر دینا ہے۔

پھر فرمایا ہے۔ کہ

اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناماً الھۃ ج انی اراك وقومك فی ضلل مبین ۰ وکذلك نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ۰ فلما جن علیہ الیل راکوکباً ج قال ھذا ربی ج فلما افل قال لا احب الافلین ۰ فلما را القمر بازغاً

قال هٰذا ربی فلما افل قال لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین ۰ فلما را الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھٰذا اکبر فلما افلت قال یقوم انی بریٔ مما تشرکون ۰ انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا وانا من المشرکین ۰

(ترجمہ) جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا کیا تم بتوں کو معبود مانتے ہو۔ میں تو تم کو اور تمہاری قوم کو صریح گمراہی میں (مبتلا) پاتا ہوں اور (جس طرح ابراہیم کے دل میں ہم نے یہ خیال پیدا کیا) اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کا انتظام دکھانے لگے۔ تاکہ وہ (کامل) یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ تو جب ان پر رات چھا گئی ان کو ایک ستارہ نظر آیا (اور اس کو دیکھ کر) کہنے لگے کہ یہی میرا پروردگار ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو بولے کہ غروب ہو جانیوالی چیزوں کو تو میں پسند نہیں کرتا (کہ خدا مان لوں) پھر جب چاند کو دیکھا کہ بڑا جگمگا رہا ہے تو لگے کہنے۔ یہی میرا پروردگار ہے۔ پھر جب (وہ بھی) غروب ہو گیا۔ تو بولے اگر مجھ کو میرا پروردگار راہ راست نہیں دکھلائیگا۔ تو نے شک میں (بھی) گمراہ لوگوں میں ہو جاؤں گا۔ پھر جب سورج کو دیکھا کہ بڑا جگمگا رہا ہے تو لگے کہنے یہی میرا پروردگار ہے کہ یہ (سب سے) بڑا (بھی) ہے۔ پھر جب (وہ بھی) غروب ہو گیا تو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر) بولے۔ کہ بھائیو! جن چیزوں کو تم شریک (خدا) مانتے ہو میں تو ان سے بے تعلق (محض) ہوں میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا رُخ اسی (ذات پاک) کی طرف کر لیا ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں تو مشرکوں میں سے نہیں ہوں (سورہ انعام رکوع ۹) +

جب حضرت ابراہیم نے سُورج کو جگمگاتے دیکھا تو کہا کہ یہ پہلوں سے بڑا ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ نی الحقیقت

بے پڑا انہیں۔ کیونکہ دُنیا میں دیگر اشیاء کی طرح اس کے لئے بھی کسی قانون کے ماتحت ایک راہ مقرر کر دی گئی ہے۔ اور انہیں اس کا علم ہو گیا۔ کہ صرف ایک ہی ہستی بڑھ چڑھ کر ہے۔ جس پر قانون قدرت حاوی نہیں۔ اور جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور وہی اکبر ہے پس ہر ایک مسلمان کے وِرد زبان اس وقت بھی اکثر یہی لفاظ اللہ اکبر رہتے ہیں یعنے اللہ ہر ایک طاقت اور ہستی سے جو ہمارے ذہن میں آسکتی ہے بالاتر ہے۔ اور اسکی ذات اس قدر ارفع ہے کہ انسان کا خیال وہاں تک پرواز نہیں کر سکتا۔ اور جب اس بڑی صداقت کا علم کسی شخص کو ہو جائے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی وحدنیت اور اسکی عظیم الشان ہستی کا اُسے یقین ہو جائے۔ تو وہ آیت انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً پر عمل کرنے سے رُک نہیں سکتا۔ ورنہ وہ من سفہ نفسہ کے ماتحت توہم پرست اور انسان کے خود ساختہ مسائل کو تسلیم کرنیوالا قرار دیا جائیگا +

اللہ تعالیٰ کی نسبت عجیب ہی مضحکہ خیز خیالات لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وقالوا اتخذ اللہ ولداً سبحٰنہٗ بل لہ ما فی السمٰوات والارض کل لہ قانتون ○ بدیع السمٰوات والارض واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون ○ (ترجمہ) اور کہتے ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے (حالانکہ) وہ (اس بکھیڑے) سے پاک ہے۔ بلکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے محکوم ہیں (اس نادر) آسمان و زمین کا (وہی) موجد ہے۔ اور جب کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے۔ تو بس اسکی نسبت فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتا ہے (سورۂ بقرہ آیات ۱۱۶-۱۱۷) +

ان آیات سے یہ بتلانا مقصود ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس قدر بلند ہے کہ انکے شان و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔ اور ان کی کمزور و بودی

کوششیں اسکی ہستی کے بیان کرنیسے قاصر ہیں۔ وہ بیمثال ہے۔ اور اِس جیسا کہیں بھی نہیں مل سکتا۔ اسکی طرف مخلوق کی باتیں کبھی بھی منسوب نہیں ہوسکتیں +

اسی امر کے متعلق پھر فرمایا ہے۔ کہ

اولم یر الانسان انا خلقنٰه من نطفة فاذا هو خصیم مبین ٥ وضرب لنا مثلاً ونسی خلقه قال من یحی العظام وهی رمیم (ترجمہ) کیا آدمی کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسکو نطفے سے پیدا کیا۔ بایںہمہ وہ (ہمارا) کھلم کھلا (مقابل بن کر) لگا جھگڑنے اور لگا ہماری نسبت باتیں بنانے اور اپنی اصالت کو بھول گیا۔ کہتا (کیا) ہے کہ کون (ایسی قدرت رکھتا) ہے۔ کہ (آدمی کی) ہڈیاں گل (کر خاک ہو) گئی ہوں۔ اور وہ ان کو جلا کھڑا کرے (سورہ یٰسین آیات ۷۷-۷۸)

مسلمانوں کے نزدیک مغرب کا علم الٰہیات کا نصف سے زیادہ حصہ فرضی بحث سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اسکی وہی حیثیت ہے جو آذر اور اسکی قوم کی بُت پرستی کی حضرت ابراہیم کی نظر میں تھی۔ یا عرب کے قبیلہ قریش کی بُت پرستی۔ اور اس جگہ کے یہودیوں اور نصرانیوں کے من گھڑت مسائل کی جناب رسالت مآب حضرت محمد صلعم کے نزدیک تھی اللہ تعالیٰ کی کبریائی ان مسائل سے کسی صورت میں بھی ظاہر نہیں ہوسکتی ان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ خدا کی شان کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ ورنہ یہ اس کے رحم کو محض ان لوگوں تک ہی محدود نہ رکھتے جو کسی قسم کی جادو بھری رسومات پر چلتے ہوں یا خاص قسم کے چند کلمات پڑھتے ہوں قرآن کریم فرماتا ہے کہ انا الدین عند اللہ الاسلام۔ الاسلام کے معنے کامل فرمانبرداری ہے یعنے انسان اپنے تمام جذبات و مقبوضات۔ جسم روح۔ اپنی مرضی و اپنا مدعا سب آسمان و زمین کے مالک کی مرضی اور ارادہ

کے بالکل ماتحت کر دے۔ حقیقت میں بھی قربانی اسی کا نام ہے۔ اور ہم مسلمانوں کی نمازیں اور ہمارے رکوع و سجود اسیارے میں ہمیں ایک دائمی یاددہانی کا کام دیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کا بس یہی مذہب تھا۔ یہ علم انہیں انسانی و حیوانی قربانی کے ذریعہ ہؤا۔ اسی کی بدولت دنیا کو اس خونریزی سے جو انسانی قربانیوں سے ہوتی نجات ملی۔ یہ اولوالعزم انسان ترقی و تہذیب کے لحاظ سے اپنے وقت کے لوگوں کے مقابلہ میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ وہ صدیوں میں بھی اُس تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے کی طرف نہایت راستی سے اپنا منہ پھیرتے ہیں اپنی دانش و عقل کا ثبوت دیا۔ ہر ایک انسان اس قسم کی قربانی کرسکتا ہے۔ کسی پادری کی یا کسی قسم کے دیگر وسائل کی ایسی ضرورت نہیں جس شخص نے اس قربانی کو بخوبی سمجھ لیا ہے وہ خود کرسکتا ہے۔ اور اس طرز کی قربانی کرنے پر وہ قرآنی اصطلاح کے بموجب مسلمان ہو جاتا ہے۔ خواہ اسے تمام زندگی میں مذہب اسلام کے بارے میں علم نہ دیا گیا ہو۔ اس طرح وہ خدا کا بندہ بن جاتا ہے اور اسے ایک عالمگیر اخوت کا تصور آجاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی دُھندلا ہو۔ یعنے خدا تعالیٰ کی نعمتیں اسے وہی عالمگیر اخوت ملتی ہے جو حضرت ابراہیم و موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام پر ظاہر ہوئی۔ اور جن کی اصل بنیاد ہمارے پیغمبر صلعم نے ڈالکر ثابت کر دیا کہ انسانی خوشی و راحت اور حقیقی ترقی کی یہی ایک راہ ہے۔ اور نفس الحقیقت اسلام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دُنیا کو خدا کی بادشاہت کا صحیح علم دیا جائے۔ تاریخ کے پڑھنے سے مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اس مدعا کو پیش نظر رکھا انہیں سلطنت۔ شان و شوکت۔ دولت اور قوت دیگئی۔ اور جب انہیں سے اکثر نے خدا کا مقرر کردہ مُدعا و مقصد فراموش کر دیا۔ تو بیرونی دنیا کو اسلام دیگر مذاہب کی طرح ایسے ہی فرضی و من گھڑت مسائل کا مجموعہ نظر آنے لگا۔ جو جھگڑے و فسادات اور تنگدلی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اسلام کی قوت میں ضعف شروع ہونے لگا +

میں قرآن شریف کی آیات ذیل پر بھی جن پر عیسائی نکتہ چینی کرتے ہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں:۔

سیقول السفھاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا ط قل للّٰہ المشرق والمغرب ط یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۝ وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ط وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علٰی عقبیہ ط وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللّٰہ ط وما کان اللّٰہ لیضیع ایمانکم ط ان اللّٰہ بالناس لرءوف الرحیم ۝

(ترجمہ) جن لوگوں کی عقل ماری گئی ہے وہ کہیں ہی گے۔ کہ مسلمان جس قبلہ پر (پہلے) تھے (یعنے بیت المقدس) اس سے ان کے (خانہ کعبہ کی طرف کو) مڑ جانے کی کیا وجہ ہوئی (اے پیغمبر) تم یہ جواب دو کہ مشرق اور مغرب (سب) اللہ ہی کا ہے۔ جس کو چاہتا (دین کا) سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ اور (مسلمانو) جیسے ہمنے تم کو اب ٹھیک قبلہ بتا دیا ہے۔ اسی طرح ہم نے تم کو بیچ کی راس کی امت (بھی) بنا دیا ہے تاکہ (اور) لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو۔ اور تمہارے مقابلہ میں (تمہارے) رسول (محمدؐ) گواہ بنیں۔ اور (اے پیغمبر) جس قبلہ پر تم (پہلے) تھے (یعنی بیت المقدس) ہم نے اس کو اسی غرض سے قرار دیا تھا۔ کہ (جب قبلہ بدلا جائے تو) جو لوگ رسول کی پیروی کریں۔ ان کو ہم ان لوگوں سے (الگ) معلوم کر لیں۔ جو سرتابی کر کے اپنے اُلٹے پاؤں پھر جائیں۔ اور قبلہ کا بدلا جانا سب ہی پر شاق ہوا۔ مگر ان لوگوں پر (شاق نہیں ہوتا) جن کو اللہ نے (نیک) ہدایت دی (کہ انہوں نے تحویل قبلہ کو خوشی خوشی منظور کر لیا) اور خدا ایسا نہیں۔ کہ تم مسلمانوں کے ایمان (کے کام یعنی نماز) کو (جو بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے ہو۔ اختلاف قبلہ کی وجہ سے) ضائع ہونے دے۔ خدا تو لوگوں پر بڑی ہی شفقت

رکھنے والا مہربان ہے + (سورہ بقرہ آیت ۱۴۲-آیت ۱۴۳)

پہلا قبلہ جس کی طرف مسلمان منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے یروشلم تھا۔ ہمارے ہاں عیسائی مصنف لکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم نے اس خیال پر اسے قبلہ مقرر کیا تھا۔ کہ یہودی اور عیسائی خود بخود آپؐ کے مذہب میں داخل ہو جائیں گے لیکن جب آپؐ پر کھلگیا۔ کہ یہ لوگ اس طرح بھی اسلام کی طرف نہیں آتے تو آپؐ نے مکہ کو قبلہ قرار دیا۔ اور پھر یہودیوں اور نصرانیوں کے آپؐ جانی دشمن بنگئے۔ لیکن تعجب ہے کہ آیات بالا میں اس فرضی عداوت و دشمنی کا ذکر تک بھی نہیں + مگر برعکس اس کے اس میں نیکی کی طرف ترغیب ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ

ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات ط این ما تکونوا یات بکم اللہ جمیعاً ط ان اللہ بکل شئ علیم

ترجمہ۔ اور ہر ایک (فریق) کیلئے ایک سمت (مقرر) ہے جدھر کو (نماز میں) وہ اپنا منہ کرتا ہے۔ تو (مسلمانو) تم اختلاف سمت کی چنداں پروا نہ کرکے نیکیوں کیطرف لپکو (کہ اوروں سے بڑھ جاؤ) تم کہیں بھی ہو۔ اللہ تم سب کو (اپنے پاس) کھینچ بلائیگا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے +

حضرت محمد صلعم کے لئے صرف یہی حکم نہ تھا کہ آپ ان سب کو جن کا ایمان خدائے واحد پر ہے یا جو اس قسم کا ایمان ظاہر کرتے ہیں ایک ہی طرز پر عبادت کرنا سکھائیں بلکہ ان سب کو اخوت کے سلسلہ میں منسلک کرنا تھا بالفاظ دیگر مردوں اور عورتوں کو روزمرہ کاروبار میں خدائے واحد کے احکام کی تابعداری کرنے کی تعلیم دینا تھا۔ اسلامی جہاد یہ نہیں کہ ایک مسلمان بت پرستوں۔ یہودیوں اور نصرانیوں سے جنگ کرے۔ بلکہ اصل جہاد نیکی کا بدی کے مقابلہ میں کھڑا ہونا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ان احکام پر چلنے والوں کا جن کا ذکر تمام کتب مقدسہ میں آیا ہے اور جس کی تشریح قرآن مجید نے کی ہے۔ ان لوگوں کے مقابلہ پر آنا ہے جو احکام الٰہی کو توڑتے ہیں مگر مدینہ کے یہودیوں نے اس قبلہ کے معاملہ سے الٹا نتیجہ نکالا۔ انہیں خیال ہوا کہ

کہ رسول پاک صلعم کا میلان طبع یہودیت کی طرف ہے لہٰذا انہوں نے آپؐ کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کیلئے ایڑی چوٹی تک زور لگایا لیکن جب ناکامی کا منہ دیکھا تو پھر آپؐ کے متبعین کو ورغلانے کی ٹھانی۔ آپؐ کو وہ (نعوذ باللہ) ایک جاہل عرب سے بہتر نہ سمجھتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ آپ نے کسی طرح بغیر امداد والہام ووحی سچے مذہب کا علم حاصل کرلیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ سے کہا کہ

"آپ کو ابھی صداقت حاصل نہیں ہوئی۔ ہمیں حاصل ہے۔ جس صراط مستقیم کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ آؤ ہم آپؐ کو دکھائیں۔ اور یہ راستہ ہے۔ اور ہم اپنے آبا واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہیں +

قرآن کریم میں آیا ہے۔ کہ

وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصٰرٰی ط تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۰ بلٰی من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن فلہٗ اجرہ عند ربہ ص ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورہ بقرہ ۱۱۱ - ۱۱۲)

وقالوا کونوا ھودًا او نصٰرٰی تھتدوا ط قل بل ملۃ ابراھیم حنیفًا ط وما کان من المشرکین۔ ترجمہ۔ اور (یہود) کہتے ہیں کہ یہود (کے سوا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے سوا) جنت میں کوئی جانے نہ پائیگا یہ ان کے (اپنے) خیالی پلاؤ ہیں (اے پیغمبر ان لوگوں نے) کہو۔ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ بلکہ واقعی بات تو یہ ہے۔ کہ جس نے خدا کے آگے سر تسلیم خم کردیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں (موجود) ہے اور (آخرتؐ میں) ایسے لوگوں پر نہ (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا۔ اور نہ وہ (کسی طرح) آزردہ خاطر ہوں گے +

اور (یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی بن جاؤ۔

تو راہ راست پر آؤ (اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہو (نہیں) بلکہ ہم ابراہیم کے طریقے پر ہیں۔ جو ایک (خدا) کے ہو رہے تھے۔ اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے (سورہ بقرہ آیت ۱۳۵)

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رسول کریم صلعم نے یروشلم کی بجائے مکہ کو قبلہ قرار دیا۔ یہ وہی معبد تھا جسے حضرت ابراہیم نے آسمان اور زمین کے مالک کی شان کبریائی کے قیام کے لیے تعمیر کیا تھا۔ یہی معبد اس وقت بتکدہ بن رہا تھا۔ اسی تبدیل قبلہ کے موقعہ پر آپ کو حکم ہوا کہ آپ مسلمانوں کو کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خیر اُمۃ کا خطاب دیا ہے:۔

کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ط

ترجمہ۔ لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے جسقدر امتیں پیدا ہوئیں۔ ان میں تم (مسلمان) سب سے بہتر ہو۔ کہ اچھے (کام کرنے) کو کہتے اور برے (کاموں) سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو +

تمام مترجموں کا اور ایک کثیر التعداد شارحین کا بھی جن کی تصانیف کا میں نے مطالعہ کیا ہے خیال ہے کہ خیر اُمّۃ کا اشارہ عرب کی اس حیثیت کیطرف ہے جو اُسے جغرافیہ کے لحاظ سے دنیا میں ملی ہے لیکن سیاق وسباق پر نظر ڈالنے سے مجھ پر ایکدوسرے اور زیادہ تر روحانی معنے کھلے ہیں۔ اور جو پہلے معنے کے بھی منافی نہیں۔ ابتدا میں ایک ہی راہ تھی جو سیدھا اس مذہب کی طرف لیجاتی تھی۔ جو واحد خدا کی پرستش سکھلاتا تھا۔ اس سے ہٹ کر عیسائی تو ایک طرف چلے گئے اور یہودی دوسری طرف اور جس سے دیگر اقوام بھی بہت دور چلی گئیں۔ یہ راہ (ایک خدا کی عبادت) وہی تھی جو حضرت ابراہیم نے دکھلائی تھی۔ جو تمام مذاہب کا لب لباب ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جسنے خدا کا رحم کسی ایک قوم یا مذہب کے لئے مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ اس نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت ہمیشہ قائم ہے ہر قوم وملت کے لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اسے دیکھیں۔ یہ قوم جسے خیر امت کہا گیا ہے صداقت کو تحمل و بردباری کے ساتھ ظاہر کرنے اور لوگوں کو اس امر کی نصیحت کرنے میں

کہ وہ محض وجاہت دنیا ہی میں نہ غرق ہوں۔ بلکہ ایک زندہ بادشاہ کی خدمت بھی کریں بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس نے شرارت گندا اور کذب کے مقابلہ کے لئے نیکی پاکیزگی اور صداقت کو ابھارا ہے۔ اور اس قسم کی قوم خلق اللہ کے لئے اس قدر فائدہ بخش ثابت ہوئی ہے۔ کہ اس کے ثبوت کی ضرورت نہیں۔ اور اس کا فائدہ اس زمانہ میں بڑھ چڑھ کر ہونیوالا ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ مسلمانان قرون اولے نے اپنا روحانی مشن کما حقہ، پورا کیا۔ انہیں کے ذریعہ دنیا کے ایک بڑے حصہ میں اخوت انسانی کا بینظیر خیال پیدا ہوا۔ جنہیں ایک ہی خدا کی بادشاہت مانی جاتی ہے۔ اگر وہ اس وقت یہودیوں یا نصرانیوں کی باتوں کو صحیح سمجھ کر اُن کا مذہب قبول کر لیتے تو ان سے یہ کام ہرگز نہ ہوتا لیکن اللہ کو منظور نہ تھا کہ ان کا ایمان ضائع جائے۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کا ایمان نہایت بار آور ثابت ہوا اور مدت تک وہ واقعی دنیا کیلئے بطور ایک صادق شہادت یا نشان کے تھے انہوں نے خلق اللہ کے سامنے راستبازی اور نیک کاموں میں ہمت اور کوشش کی سچی مثال قائم کر دی لیکن وہ نمونے اب اس وقت دکھائی نہیں دیتے لیکن ہم اب بھی خیر امۃ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمارا مذہب اس وقت بالکل درست اور آلائش سے پاک ہے۔ البتہ بہت سے مسلمانوں نے رفاہ عام اور دیگر نیک کاموں میں جن کی تاکید قرآن مجید زور سے کرتا ہے۔ دلچسپی لینی چھوڑ دی ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلعم ہم پر بطور شاہد ہونگے۔ خود حضرت محمد صلعم کی تمام زندگی جو کہ تہذیب اور خلق اللہ کی بہتری و بہبودی کیلئے ایک نمونہ کامل تھی۔ اور جو تمام عالم کیلئے ایک شاندار نمونے کا حکم رکھتی ہے۔ اس وقت بھی مسلمانوں کے خلاف ایک شہادت ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنے اس منصب کی طرف سے پیٹھ پھیر رکھی ہے جس پر خدا نے ہمیں خیر امت کہ کر مقرر کیا تھا۔ تاکہ تمام جہان کو ایک ہی اخوت کے دائرے میں داخل کریں۔ لیکن ہماری اپنی غفلت کی وجہ سے غیروں

کی نظر میں اسلام بھی دیگر مذہب کی طرح خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسلامی سلطنت بھی باقی سلطنتوں کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اب انشاء اللہ یہ زمانہ گذر گیا ہے۔ اور اسلامی دُنیا اپنے خطرناک مصائب کی وجہ سے بیدار ہو گئی ہے۔ ان واقعات کی طرف دیکھنا جو ابھی ظہور پذیر ہوئے ہیں بیسود ہے۔ کیونکہ ان میں ہمیں کسی قسم کی ہدایت ایسی نہیں مل سکتی۔ اور ان سے ہمارے اندر کوئی جوش کام کرنے کا پیدا ہو سکتا ہے ہمیں اس وقت حضرت ابراہیمؑ کے مذہب کی طرف نظر اُٹھانی چاہیئے جسے ہمارے پیغمبر آخر الزمان صلعم نے دوبارہ قائم کیا۔ ہمیں اس زمانہ کو ہی اپنے خیال میں لانا چاہیئے جبکہ ہم نے خیر اُمت بن کر تمام دنیا میں چراغ ہدایت کا کام دیا۔ اس وقت صرف بدی کے مقابلہ میں نیکی کا کھڑا ہونا ازبس ضروری ہے اسلام اور عیسائیت کی جنگ کا تو ذکر ہی نہیں۔ اگر ہم اس امر کو اپنے نمونے سے سب پر واضح کر دیں تو تمام نیک نیت اور راستی پسند لوگ ہمارے جھنڈے تلے جمع ہو جائینگے اور اگر پھر اسلامی سلطنت محفوظ ہو جائے۔ اور انشاء اللہ ہو کر رہیگی تو ہم اسے دیگر سلطنتوں کی طرح نہیں بلکہ رُوے زمین پر اُسے سچے خدا کی پادشاہت کا نمونہ بنانے میں کوشاں رہیں گے +

زمانہ کی رفتار
اور
تعلیماتِ اِسلام

زمانہ حال میں ممالک متحدہ امریکہ اصُول جمہوریت کا زبردست حامی اور مرکز مانا جاتا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے جس قوم نے علم جمہوریت بلند کیا وہ مسلمان تھی۔ اسلام نے جس خوبی کے ساتھ مساوات اور اخوت کے مسئلہ کو سلجھایا ہے۔ آجتک اسکی نظیر دنیا پیش نہیں کر سکی دن میں پانچ مرتبہ امیر و غریب کا شانہ بشانہ کھڑے ہونا۔ اور پھر ہفتہ میں ایکمرتبہ جامع مسجد میں

اور سال میں دو مرتبے عیدگاہ میں اس خداوند دوجہان کی عبادت کیلئے جمع ہونا اسلامی مساوات کا یہ ادنے نمونہ ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان عمر بھر میں ایکمرتبہ مکّہ معظمہ حج کیلئے جاتے ہیں چینی۔ عربی۔ رومی۔ ہندی۔ مصری۔ ملائی۔ حبشی اور امریکی مسلمانوں کا وہاں اجتماع ہوتا ہے۔ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی مضبوط زنجیر ان کو آپسمیں جکڑ رکھتی ہے۔ سب ایک ہی قسم کا لباس یعنے احرام پہنتے ہیں۔ سب ایک ہی زبان یعنے عربی میں گفتگو کرتے ہیں۔ سب ایک ہی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ سب کا قبلہ ایک سب کی کتاب ایک۔ سب ایک ہی خدا کے ماننے والے اور ایک ہی نبی کے پیرو ہیں کہاں ہیں جمہوریت کے دلدادہ آئیں اور اسکی نظیر پیش کریں +

مسلمانوں میں گوروں اور کالوں کا جھگڑا نہیں ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اسلام کا دائرہ تنگ نہیں ہے۔ اسلام نے جو حقوق عرب کے مسلمانوں کو دیئے ہیں وہی حقوق دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ ایک قریشی اور ایک حبشی میں اسلام کی رُو سے کچھ فرق نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو خدائے پاک نے اپنی کتاب مقدس میں انما المومنون اخوۃ کہکر ایک عالمگیر رشتہ پیدا کر دیا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ صحرائے سوڈان کے رہنے والے ۔۔۔ ہیں بھائی ہمارے بہت کالے کالے
وہ گو دیکھنے میں سیاہ فام سے ہیں ۔۔۔ منوّر مگر نورِ اسلام سے ہیں
پڑے ہیں قناعت سے ریت اور بن میں ۔۔۔ خدا یاد کرتے ہیں وہ سادہ پن میں
طرابلس میں ٹیونس میں الجیریا میں ۔۔۔ مراکش میں ایجپٹ میں نیجریا میں
ملیبار میں اور ابی سینیا میں ۔۔۔ ملایا میں جاوا میں سوماٹرا میں
سناتے ہیں مینار مسجد پہ چڑھ کر ۔۔۔ سمندر کی لہروں کو اللہ اکبر

خلیفہ اول مسند خلافت پر متمکن ہیں اسلامی پارلیمنٹ کے ممبروں سے سوال کرتے ہیں کہ اگر میں نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے خلاف کوئی کام کیا۔ اور میرے قدم صراط مستقیم سے لغزش کھائیں تو ممبران کمیٹی کا کیا رویہ ہوگا۔ مسجد نبوی کے پارلیمنٹ ہال میں خاموشی طاری ہے۔ ایک طرف حق اور صداقت انہیں صاف گوئی کیلئے اُکسا رہی ہے۔ تو دوسری جانب خلیفہ وقت اور پریسیڈنٹ

اسلامی جمہوریت کا لحاظ انہیں ساکت رہنے کیلئے مجبور کر رہا ہے۔ لوگ عجب کشمکش میں مبتلا ہیں کہ یک ایک بدوی کھڑا ہوتا ہے اور تلوار میان سے کھینچ کر بلند آواز سے کہتا ہے کہ اگر تمہارے قدم صراط مستقیم سے لغزش کھائیں تو میں اس تلوار کے ذریعہ تمہیں راہ راست پر لاؤنگا۔ خلیفہ وقت اس گستاخانہ مگر صداقت آمیز کلام سنکر خوشنودی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اسکی بیباکانہ تقریر اور اسلامی جوش کی داد دیتے ہیں آج مہذب سے مہذب ملک میں جہاں آزادی اور مساوات کا چرچا ہے کیا اسقدر آزادی ہے؟

اسلام نے اخوت المومنین کا سبق مسلمانوں کو دیکر اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ؎

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا — مسلم ہے ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

تمام کلمہ گو آدمی بھائی ہیں چاہے وہ مشرقی ہوں یا شمالی۔ ایک نوجوان خوبصورت مغرب کا رہنے والا ہو یا سیاہ فام غیر مہذب ملک افریقہ کا باشندہ ہو۔ ملائی مسلمان عربوں کے رنج و راحت میں شریک ہوتا ہے امریکن مسلمان چینی مسلمان سے ہمدردی ظاہر کرتا ہے ہندی مسلمان حبشیوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا ہے۔ ایک یورپی مسلمان ایک سوڈانی کو بھائی کہنے سے نہیں ہچکچاتا۔ ملک اور ملت رنگت اور قومیت انکی محبت میں سد راہ نہیں ہوتیں۔ المختصر جس قوم کو مساوات کا سبق سیکھنا ہو۔ اس کو چاہئیے کہ فرقان حمید کا مطالعہ کرے۔

مغربی ملکوں میں آجکل علمی تحریک نہایت زور شور سے جاری ہے۔ آج یورپ اور امریکہ علوم وفنون کا مرکز اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ خیال کئے جاتے ہیں تاریخ کو بغور مطالعہ کرنیوالے بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام کے قبل ممالک امریکہ و یورپ کی کیا حالت تھی دنیا میں علوم وفنون کا کہانتک چرچا تھا۔ بیشک مجھے اسبات سے انکار نہیں کہ اس زمانے میں یونانی فلسفہ۔ رومی۔ تہذیب و تمدن مصری صنعت و حرفت ہندی علم ریاضی اور چینی کاریگری معراج کمال کو پہنچ چکے تھے لیکن جو ترقی آج ہم مغرب میں دیکھتے ہیں وہ صرف اسلام ہی کی طفیل سے ہے اسلام نے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ کہ کر کمپلسری ایجوکیشن یعنے جبری تعلیم کا اصول دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس پر آج دنیا کی مہذب اقوام عامل ہیں وہی یورپ جسے آج اپنی علمی کمالیت پر ناز ہے۔ قرون متوسط میں علوم وفنون کا جانی دشمن تھا۔ عالموں اور فاضلوں کو وہ وہ سزائیں دیگئیں کہ جن کے بیان سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے

ہیں کسی کو زندہ جلا دیا جاتا تھا کسی کو آرہ سے چروا دیا جاتا تھا کسی کو زندہ کولھو میں پسوا دیا جاتا تھا۔ اور کسی کی تکا بوٹی کر کے کتوں کو کھلا دیا جاتا تھا۔ صرف اس جرم پر کہ وہ علوم و فنون کی حمایت میں سینہ سپر تھے میں اس پر زیادہ لکھنا فضول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ امریکہ کے مشہور و معروف مورخ مسٹر ڈریپر جس کی قابلیت صداقت پسندی اور حق گوئی میں کسی اہل یورپ کو کلام نہیں اپنی کتاب ہسٹوری آف کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن یعنے "تاریخ معرکہ مذہب و سائنس" میں نہایت تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس زمانہ میں نظامیہ کالج بغداد۔ اور قرطبہ۔ دمشق سمرقند قیروان اور نیشاپور کی یونیورسٹیاں علوم و فنون کی مرکز تھیں جامع ازہر قاہرہ یادگار روزگار ہے۔ آج یورپ اور امریکہ اسلامی تعلیمات پر عامل ہیں اور علمی خدمت جیسے اہم ترین کام کو نہایت خوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں مسلمانوں کو اس سے درس سبق حاصل کرنا چاہیئے ✤

دنیا کے مختلف مقامات میں آج ٹمپرنس سوسائٹی یعنے انجمن انسداد منشیات کی تحریک بھی نہایت سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے مجھے جہاں تک واقفیت ہے دنیا کے کسی مذہب کی مقدس کتاب میں نشہ آور چیزوں کے استعمال کی ممانعت نہیں کی گئی ہے۔ آج تیرہ صدی گزرنے کے بعد یورپ اور امریکہ کے مدبرین سیاست کو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اسلام نے جس چیز کو ام الخبائث کے لقب سے یاد کیا ہے وہ واقعی درست اور صحیح ہے دنیا میں جس قدر برائیاں ہوتی ہیں۔ ان سب کا سرچشمہ شراب ہے۔ آج امریکہ میں ایک ایکٹ یا قانون نافذ کیا گیا ہے جس کی رو سے شراب خواری کی ممانعت قطعی طور پر کی گئی ہے اس بندش کا اثر امریکن سوسائٹی پر کیا ہوا وہ اس رپورٹ سے ظاہر ہے جو امریکن اخبارات میں شائع ہوئی تھی چنانچہ لکھتے ہیں کہ جیلخانوں میں قیدیوں کی آمد کم ہو گئی ہے سنگین جرائم کی تعداد میں کمی ہو گئی ہے مختلف امراض کا ایک حد تک سدباب ہو گیا ہے پیدائش اور اموات کی تعداد میں کافی تغیر واقع ہوا ہے۔ لوگ مستعدی کے ساتھ کاروبار میں مصروف ہو گئے ہیں جرائم کاری سے لوگ اجتناب کرنے لگے ہیں چنانچہ انقلاب زمانہ نے یورپ اور امریکہ کو اسلامی تعلیم کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کیلئے مجبور کر دیا ہے" ✤

تعدد ازدواجی کے مسئلہ پر بھی آج یورپ اور امریکہ میں خصوصاً اور دنیا کے دیگر ممالک میں عموماً بہت کچھ غور و خوض کیا جا رہا ہے۔ اور طرح طرح کے اسکیم تیار ہو رہے ہیں لیکن یاد رکھیئے کہ حقیقی کامیابی صرف اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے ہوگی۔ چند دن ہوئے فرانس کے ایک عالم نے موجودہ تکالیف اور مصائب کا دفعیہ یہ بتلایا کہ

شادی کی رسم ہی کو سرے سے اُڑا دیا جائے۔ اگر وہ اپنی مشکلات کا علاج قرآن شریف میں تلاش کرتے تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ضرور اپنے مرض کی تیر بہدف دوا پاتے اور شفایاب ہوتے۔ واقعات بتلا رہے ہیں کہ اس مسئلہ میں بھی دنیا کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ پر بیٹھ کر اور آپ کے بتلائے ہوئے حکیمانہ نسخہ سے اپنی بیماری کا علاج کرنا پڑیگا انشاء اللہ

طلاق کے مسئلہ نے بھی اہل یورپ کو مدت سے پریشان کر رکھا ہے۔ جگہ جگہ ڈیورس کورٹ یعنے مجلس طلاق کی بنیاد رکھی جا رہی ہے کہاں ہیں مخالفین جو کہتے تھے کہ اسلام نے طلاق کا مسئلہ مردوں کے اختیار میں رکھ کر عورتوں کے جائز حقوق سے علانیہ چشم پوشی کی ہے لیکن آج اسی مسئلہ کو یورپ نے دوسرے لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے۔ اور دنیا کی مہذب قوموں کو اسلام کے آگے سر جھکانا پڑا ہے۔ اور دنیا پر ظاہر ہو گیا ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ اور اسکی تعلیمات ہر ملک ہر قوم اور ہر صدی کی ضروریات کو پورا کر سکتی ہیں۔ اور دنیا کی پیاس صرف اسلامی تعلیمات ہی بجھا سکتی ہیں کہاں ہیں مسٹر سیل و زویمر جو کہتے تھے کہ تعلیمات اسلام صرف جاہلوں اور وحشیوں کیلئے ہیں +

سود خواری۔ قمار بازی اور زناکاری کے خوفناک نتائج سے صرف یورپ اور امریکہ نہیں بلکہ تمام دنیا تھرا اٹھی ہے۔ طرح طرح کے قانون اور ایکٹ نافذ ہو رہے ہیں لیجسلیٹو کونسلوں میں ان پر خوب گرما گرم بحث ہوتی ہے لیکن یہ تمام پیش بندیاں صرف عارضی ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام سیہ کاریوں سے ملک و قوم چھٹکارا پائیں تو ہمیں چاہیئے کہ اسلام نے جو علاج ان کے دفعیہ کیلئے بتلایا ہے اس پر عامل ہوں بھوپال گورنمنٹ کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے انسداد زنا کیلئے عملی کارروائی شروع کر دی ہے۔ اور اسلامی تعلیم کیطرف قدم بڑھانا شروع کیا ہے مسلمان گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر استحسان سے دیکھتے ہیں اور اظہار مسرت کرتے ہیں +

پردہ سسٹم کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ معترضین نے اس مسئلہ کے سمجھنے میں سخت دھوکا کھایا ہے اسلام نے کسی صورت میں موجودہ ہندوستانی پردہ کی تائید نہیں کی ہے بلکہ اسلامی پردہ وہی ہے جو آج عرب ترکی اور ایران میں رائج ہے سوسائٹی کی بہتری اسی میں ہے کہ پردہ سسٹم کو جاری رکھا جائے۔ ہمارے ملک کی پارسی قوم نے مغربی تہذیب کی تقلید سے سخت نقصان اٹھایا ہے چنانچہ پردہ کی مخالفت کرنے میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا تھا لیکن آج وہ اپنی روش سے تائب ہو رہے ہیں۔ اور جگہ جگہ پر انجمن قائم کر رہے ہیں۔ تاکہ پارسیوں کو اپنی قدیمی چال پر چلنے کیلئے مجبور کریں۔ ایک زمانہ تھا کہ امریکہ اور یورپ کی عورتیں اپنی آزادی بیحجابی اور بے پردگی پر ناز کرتی تھیں لیکن زمانے نے صاف بتلا دیا کہ تیرہ سو سال قبل پیغمبر اسلام نے جس پردہ کی تعلیم دی تھی اسکی دنیا کو سخت ضرورت ہے مغرب میں ایک پردہ کے نہ ہونے سے لاکھوں خاندان تباہ ہو گئے۔ آج نہ صرف تعلیم یافتہ اور آزاد خیال یورپین

اور امریکن پردہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں بلکہ مذہبی پیشوا اور کلیسا کے متعصب پادری بھی اسکی حمایت میں سینہ سپر نظر آتے ہیں۔ چنانچہ چند دنوں کا واقعہ ہے کہ نیویارک میں ایک رئیس اعظم کی شادی ہونیوالی تھی۔ لوگ دُور دراز سے اسمیں شریک ہونے کیلئے آئے تھے۔ ٹھیک وقت مقررہ پر دولھا اور دلہن رسومات شادی ادا کرنے کیلئے گرجا میں گئے۔ چونکہ دُلہن ایک مشہور نوابزادی تھی۔ اسلئے وہ نہایت قیمتی باریک اور مہین ریشمی کرتی زیب تن کئے ہوئے تھی۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک کھلے ہوئے تھے اور سینہ کا ایک حصہ کھُلا ہوا تھا۔ برقی روشنی نے عجیب سماں پیدا کر رکھا تھا۔ جس وقت دونوں پادری صاحب کے آگے بڑھے تاکہ ایجاب وقبول کے بعد نکاح ہو جائے اسوقت پادری صاحب نے سخت خفگی کا اظہار کیا۔ اور دونوں پر نفریں کی اور لباس بدلنے کیلئے حکم دیا۔ چنانچہ دونوں مکان واپس آئے۔ اور سادہ لباس پہن کر اور پورے پردہ کے اہتمام سے کلیسا واپس گئے۔ راہب موصوف نے نہایت خوشی کے ساتھ ان دونوں کا نکاح پڑھایا۔ اب اسی پادری نے اعلان کر دیا ہے کہ جو عورت نیم برہنگی کی حالت میں عبادت کرنے یا نکاح کیلئے گرجا میں داخل ہوگی وہ سخت سزا کی مستوجب ہوگی۔ آج دنیا پردہ کی ضرورت کو محسوس کر رہی ہے اور وہ وقت بہت قریب معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام اقوام میں اسلامی پردہ کا رواج ہوگا۔ اور اس طرح سفیہ ہستی سے بیحیائی بیحجابی حرامکاری اور بدکاری کا خاتمہ ہوگا۔ ناچ کا رواج بھی دنیا میں عام ہے مغربی ملکوں میں بال میں ناچنا سوسائٹی کیلئے ضروری سمجھا جاتا ہے ... ...

... ...

... ... دُنیا کی کسی تاریخ میں

... ...

بیحیائی اور بیغیرتی کی ایسی نظیر نہیں ملسکتی معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں شرم وحیا کا بائیکاٹ ہوگیا ہے اور اخلاق کا دیوالہ نکلگیا ہے تھیٹر وغیرہ سے آج جو نقصان سوسائٹی کو پہنچ رہا ہے۔ اسکی تلافی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ ان تمام برائیوں کا کافی انسداد کیا جائے مقامی گورنمنٹ نے فاحشہ عورتوں کے ناچ کا انسداد کر کے رنگون کے پبلک کو ہمیشہ کیلئے مرہون منت بنادیا ہے نیویارک کے ایک پادری نے ناچ کے خلاف ایک زبردست مضمون لکھا ہے اور لوگوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کیا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ ناچ گانے سے اپنے آپ کو دُور رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو اسکی روک تھام کیلئے کوشش کریں +

مُلک میں آج مزدوروں کی جماعت میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔ وہ اپنے حقوق کو بجبر حاصل کرنا چاہتے ہیں

اگر ہم تعلیمات اسلام پر عمل کرتے تو یہ تمام بےچینی جاتی رہتی۔ قرآن مجید و احادیث صحیحہ میں جا بجا غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کیلئے اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کیلئے سخت تاکید کی گئی ہے! آنحضرت صلعم نے غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کی ہے۔ اسلامی دنیا میں آج تک مزدوروں میں بےچینی نہیں پھیلی جس کی وجہ یہی ہے کہ اسلام نے جس کی لاٹھی اسکی بھینس کی پالیسی کی سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے۔ اگر مغربی دنیا اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرے کہ غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اور اسی طرح رکھو جس طرح تم رہتے ہو"۔ تو امید ہے کہ موجودہ بےچینی کا ایک حد تک ازالہ ہو جائیگا۔ اخیر میں میں اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہونگا۔ کہ اس مضمون سے میرا مقصد کسی خاص مذہب یا قوم پر حملہ کرنے کا نہیں ہے بلکہ واقعات زمانہ سے میں نے اس بات کو ثابت کرنا چاہا ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ اور دنیا کا آئندہ مذہب صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات جس طرح ساتویں صدی کے جاہل عربوں کیلئے مفید تھیں۔ اسی طرح بیسویں صدی کی مہذب قوموں کیلئے بھی مفید ہیں۔ وہ ان تعلیمات سے وہی فائدہ اٹھا سکتی ہیں جو قرون اولے کے مسلمانوں نے حاصل کیا تھا۔ یورپ کی علمی پیاس صرف اسلام ہی کی تعلیمات سے بجھ سکتی ہے فلسفہ منطق سائنس اخلاق سیاسیات وغیرہ کا منبع قرآن مجید ہے۔ ہم جب تک قرآن مجید پر عامل نہ ہوں اس وقت تک حقیقی معنوں میں ترقی نہیں کر سکتے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ امریکہ اور جاپان کو اسلام کی دعوت دیں۔ اور اسلام کی فلسفیانہ تعلیمات سے ان کو آگاہ کریں۔ ان ملکوں میں اشاعت اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ للہ مسلمانو! خواب غفلت سے جاگو اور خداوند تعالیٰ کا آخری پیغام دنیا کو پہنچاؤ مسلمانوں نے ہمیشہ مہذب قوموں کو مسلمان کرنے کی کوشش کی ہے اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو ہم پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی حفاظت اور اسلام کی ترقی کے لئے ان نومسلموں نے جان توڑ کوشش کی تھی۔ اگر ہم پھر وہی اپنی اگلی شان و شوکت۔ اور عظمت و جلال دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو چاہئے کہ اشاعت اسلام کو مشترکہ کام سمجھیں۔ اور سب ملکر متفقہ قوت سے تبلیغ اسلام کریں۔ خدا ہم کو اس کی توفیق دے آمین ثم آمین

خاکسار "ماہیت"

رنگون

جدید تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری

خطبات عربیہ

قیمت فی خطبہ ۳/ مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری ایڈیٹر اسلامک ریویو مجریہ لندن۔ یہ ۶ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معروف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کیلئے انگلستان و ویلس اور سکاٹلینڈ کے مختلف مقامات پر تقریریں کیں اور لیکچر دیئے اور بعض احباب کی فرمائش پر اردو میں ترجمہ کر کے چھاپے گئے ہیں جو ذیل میں درج ہیں +

۱۔ سلسلہ خطبات عربیہ موسوم بہ مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات
۲۔ " " توحید۔ دعا۔ تصوف
۳۔ " " خطبات عیدین
۴۔ دہریوں اور ملحدین کو خطاب
۵۔ اسلام اور دیگر مذاہب
۶۔ حقوق نسوان

لمعات انوار محمدیہ

رسول کریم صلعم کے پاک حالات آپ کے خلق عظیم کا آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو۔ علمی ادبی اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری حضرت مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی و حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی و جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لاء و جناب مارمیڈیوک صاحب پکتھال و جناب ایس ایچ لینڈر مصنف ڈیزرٹ و دیگر مشاہیر قوم کے گرانقدر مضامین ہیں جو نہایت قابل دید ہیں۔ اور آنحضرت کو مختلف حیثیتوں میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۶/ بیجلد۔ مجلد ۱۰/

مروارید ثلاثہ

۱۔ براہین نیرہ۔ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام قیمت ۱۲/
۲۔ اسوہ حسنہ " بہ زندہ و کامل نبی " ۸/
۳۔ ام الالسنہ " بہ زندہ و کامل زبان " ۱۲/

ان تین کتابوں میں علی الترتیب یہ تین باتیں ثابت کی گئی ہیں کہ کتابوں میں کتاب قرآن۔ نبیوں میں (حضرت) محمد عربی۔ اور زبانوں میں زبان عربی۔ براہین نیرہ میں یہ بحث ہے کہ کل کتب مقدسہ کے مطابق قرآن ناطق خاتم اور کامل الہام ہے۔ تہذیب و تمدن انسانی پر قرآن کی تعلیم اسمیں جمع کی گئی ہے۔ اسوۂ حسنہ میں انسانی رہنمونی کیلئے آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل دکھلایا گیا ہے ام الالسنہ ایک جدید تصنیف ہے اسمیں دکھلایا گیا ہے کہ زبان عربی دیگر زبانوں کی ماں اور الہامی زبان ہے +

المشتہر۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں +

جدید تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری

ذرات عالم کا مذہب (قیمت ۸ ر) تفصیل مضامین :- مذہب اور سائنس میں چولی دامن کا ساتھ ہے طاقت ذرے یعنے انسان کا مذہب ۔ الہام ایک ضرورت حقہ ہے مقاصد بعثت انبیا ۔ ارتقا کی جان ہے ۔ اخلاق توازن جذبات کا نام ہے روح کی پیدائش اور فرائض ۔ روح ایک باشعور قوت نامیہ ہے بعض علوم ممنوعہ ہیں مثلاً ارتقائے انسانی صحیفہ الفا ۔ کفارہ پر ایمان لانا خود اپنی ہتک کرنا ہے مذہب کے متعلق خیالات باطلہ اور فاسدہ ترقی کیلئے سم قاتل ہیں ۔ اہل ہند کی جدید بت پرستی اور اہل مغرب کی انسان پرستی رومن کلیسیا بہتر اور فضل ہے ۔ انسان کیلئے اپنی اصلاح ہی بہترین بیع ہے رب العلمین

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

ضخامت ۲۱۶ صفحات قسم اول عہر قسم دوم ۱۴ ر علاوہ محصولڈاک

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی و مراسم حاضر پر علی الترتیب کلمات موجودہ ہند و مسلم اتحاد ۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر ۔ تمام نظام عالم کا اصول امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے ۔ اور اس کے متعلق صحیفہ قدرت سے استدلال حدیث ان اللہ لا یجمع امتی او امۃ محمد علی ضلالہ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح ۔ سب تمام انبیاء کے اسلام اصول ایک ہیں ۔ حدیث اثنان سبعون فی النار واحد فی الجنۃ وھی الجماعۃ یعنے بہتر آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہی جماعت ہے کی تشریح ۔ شعبہائے ایمان پر بحث ۔ اپنے عقاید کا اظہار ۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث ۔ نزول و وفات مسیح پر روشنی ۔ آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث ۔ جدید الخیال اصحاب قادیان کی نبوت پر مختصر جرح قدح مسیح ناصری اور مثیل مسیح پر افترا و غلو کی مماثلت ۔ جناب بہاء اللہ کی نبوت اور جدید الخیال احباب قادیان کی نبوت مخترعہ کا مقابلہ ۔ دنیا میں ضرورت نبوت ۔ اخیر میں ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۔ الغرض کتاب موصوفہ بہت سے مذہبی معلومات کا بے بہا ذخیرہ ہے ۔ جس سے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ یہ کتاب امید ہے کہ ہر پڑھنے والے کے دل میں جمہور اہل اسلام کی محبت پیدا کریگی ۔ خواہ کوئی کسی فرقہ سے کیوں تعلق نہ رکھتا ہو ۔ یہ اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں اور اس سیاسی تصادم کے وقت جمیع مسلمانان کو متفق و متحد ہو کر کام کرنے کیلئے تیار کریگی ۔ اس کتاب میں علماء دین کی خدمت میں بھی مؤدبانہ التماس کی گئی ہے کہ وہ آئے دن کے فروعی تنازعات و مناقشات کو دور کرنے کی کوشش فرمائیں کیونکہ اس سے مسلم قوم کو سخت نقصان پہنچنے کا احتمال ہے اور مسلم قوم نے انہی خرخشوں کی وجہ سے بہت سی تکالیف اٹھائی ہیں +

مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۔ قیمت بے جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ ر

اسلام اور علوم جدیدہ ۔ قیمت مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ ر

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ سقراط ۔ مسیح ۔ حسین

تفصیل مضامین باب (۱) دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ باب (۲) سقراط باب (۳) مسیح باب (۴) حسین باب (۵) دنیا پر شہادت کا اثر ۔ کتاب بہت ہی قابل دید ہے ۔ ہر سہ شہداء کی شہادت کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کر کے پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر روشنی ڈالی ہے +

مصنفہ عالیجناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی

درخواستیں بنام خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

اسلامیہ پریس بیرون بھاٹی دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبد الغنی صاحب منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا